نمبر [illegible] | مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۵ ذوالقعدہ سنہ ۱۳۴۸ ہجری | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اللہ تعالے کے فضل وکرم سے اچھی ہے ؁

۱۰۔ اپریل صبح ۸ بجے حضور نے محلہ دار الفضل میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور معہ ایک شاندار مجمع کے دیر تک دعا فرمائی۔ اہل محلہ کی طرف سے اس تقریب پر شیرینی تقسیم کی گئی ؁

احباب کرام یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ الفضل کی مستقل اشاعتوں کے علاوہ ہفتہ میں دو بار چار صفحہ کا ضمیمہ شائع کیا جائے گا۔ گویا ہفتہ میں چار بار اخبار انہیں پہونچا کریگا۔

۱۲۔ اپریل جناب میر محمد اسحاق صاحب کی صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کا رخصتانہ ہوا۔ میر صاحب نے مقامی جماعت کے سب دوستوں اور عورتوں کو دعا میں شریک ہونیکے لئے مدعو کیا تھا۔ عصر کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لے گئے۔ مجمع میں بیاہ شادیوں کی رسوم کے متعلق میر صاحب کو ایک مضمون پڑھ کر سنایا گیا۔ حضور نے اس کی بعض باتوں کی اصلاح فرمائی۔ اور پھر مجمع کی کثرت میں دعا کی

مستریوں کی شرارتوں کا بٹالہ میں آغاز

پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ کے مکان پر مفسدوں کا حملہ

بدطینت اور بدخصال مستری جو باوجود ظالم ہونے کے اپنی مظلومی کا شور مچا رہے ہیں۔ اور ان کی شرارت میں حصہ رکھنے والے اخبارات بڑے بڑے موٹے عنوان ان کی تباہ حالی اور بربادی کے رکھکر لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کا تازہ کارنامہ یہ ہے۔ کہ بٹالہ میں اپنا اڈا بنانے کے ساتھ ہی انہوں نے وہاں کے احمدیوں کے خلاف فتنہ انگیزی شروع کر دی ہے۔ اور اپنی خواہش کے لوگوں کو احمدیوں کی ایذا رسانی میں لگا دیا ہے۔ چنانچہ ۹۔ اپریل ان لوگوں کی تحریک اور سباب المسلمین کے اہتمام سے وہاں ایک جلسہ کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ اور باوجودیکہ جلسہ جامع مسجد میں قرار پایا تھا۔ لیکن سباب المسلمین کے عہدیدار اور والنٹیر ایک جلوس مرتب کر کے خواہ مخواہ اس محلہ سے گذرے۔ جس میں پریذیڈنٹ صاحب انجمن احمدیہ بٹالہ کا مکان ہے۔ اور ان کے مکان کے آگے کھڑے ہو کر محض اشتعال انگیزی کے لئے نہایت فحش گالیاں دیں۔ حضرت مسیح موعود

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق اشرار الناس کی فتنہ انگیزیاں

فتنہ پردازوں کے خلاف جماعت احمدیہ میں غم و غصہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور دیگر ممبران خاندان نبوت کی ہتک کی۔ اور جب اس سے ان لوگوں کو منع کیا گیا۔ تو وہ دروازے توڑ کر جبراً ان کے رہائشی مکانوں میں گھس گئے۔ اور انہیں اور ان کے صاحبزادہ کو زد و کوب کیا۔ سامان توڑ پھوڑ دیا۔ اور نہایت وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کیا ؛

اس فساد انگیزی کی اطلاع پولیس میں کر دی گئی ہے امید ہے۔ پولیس اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کرے گی۔ اور فتنہ پھیلانے والوں کے ساتھ ہی فتنہ و فساد کی اصل جڑھ کو بھی نظر انداز نہ کرے گی ؛

قادیان میں ایک عرصہ تک شرمناک رویہ اختیار رکھنے کے باوجود یہ لوگ یوں ہی شور مچاتے رہے۔ کہ ان پر ظلم ہو گیا ستم ہو گیا۔ قادیان میں احمدیوں کی حکومت قائم ہے۔ حالانکہ اگر ہماری طرف سے انہیں ذرا بھی چشم نمائی ہو جاتی۔ تو ان کی مجال نہ تھی۔ کہ روز بروز فتنہ پردازی میں بڑھتے جاتے۔ اور ان حالات میں ایک منٹ بھی آرام سے گذار سکتے۔ لیکن بعض سادہ لوح اور اصل حالات سے ناواقف لوگ خیال کرتے تھے۔ جب چند لوگ اتنی بڑی جمعیت کے متعلق اس درجہ دل آزار رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ تو ضرور انہیں کسی نہ کسی طرح ستایا اور تنگ کیا جاتا ہوگا۔ اور اس بارے میں جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ درست ہوگا۔ لیکن بٹالہ میں تو احمدیوں کی کثرت نہیں۔ وہاں رہتے ہوئے تو مستری یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ احمدی انہیں تنگ کرتے۔ یا دکھ دیتے ہیں۔ پھر ان کے وہاں پہنچتے ہی احمدیوں کے خلاف شرمناک حرکات کا شروع ہو جانا کیا ظاہر نہیں کرتا۔ کہ قادیان میں بھی شرارت کی اصل جڑ یہی لوگ تھے۔ اس سے ان کی مظلومی کی حقیقت بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔ تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ پولیس نے بٹالہ کے پانچ اشخاص کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور ان کی ضمانتیں منظور نہیں کی گئیں ؛

مجلس مشاورت میں داخلہ کے ٹکٹ

نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس دفعہ مجلس مشاورت معاً بعد نماز جمعہ شروع ہو جائے گی۔ چونکہ وقت تنگ ہوگا۔ اور ٹکٹ نمائندگان برائے داخلہ عین موقعہ پر نہیں دئے جا سکیں گے۔ اس لئے جناب سٹیشن پر ہی ٹکٹ حاصل کر لیں۔ وقت کی بچت اور تکلیف رفع کرنے کے لئے اس دفعہ ٹکٹوں کا انتظام اسٹیشن پر کیا جا رہا ہے ؛

پرائیویٹ سیکرٹری۔ قادیان

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن ملتان

کا یہ جلسہ ان مضامین کو جو کہ اخبار مباہلہ قادیان میں حال ہی میں شائع ہوئے ہیں۔ اور جن میں ہمارے مقتدا اور پیشوا حضرت امام جماعت احمدیہ اور حضور کے خاندان پر نہایت شرمناک اور ناقابل برداشت حملے کئے گئے ہیں۔ سخت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور حیران ہے۔ کہ ایسے گندے اور دل آزار لٹریچر کی طرف جس نے لاکھوں انسانوں کے دلوں کو مجروح کر دیا ہے گورنمنٹ نے ابھی تک کیوں توجہ نہیں کی۔ یہ جلسہ گورنمنٹ سے استدعا کرتا ہے۔ کہ اس ناپاک لٹریچر کے شائع کرنے والوں کو جلد از جلد سزا [illegible] کہ وہ نوجوان جو اپنے آقا کی صبر کی تلقین پر اپنے جذبات غیرت و حمیت کو دبائے ہوئے بے تاب بیٹھے ہیں۔ مشتعل ہو جائیں۔ آنریری سکرٹری

جماعت احمدیہ کھاریاں

جماعت احمدیہ کھاریاں کا ایک غیر معمولی اجلاس ۷۔ اپریل منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل ریزولیوشنز اتفاق رائے سے پاس ہوئے ؛

(۱) یہ جلسہ مستریوں کی ناپاک اور خبیثانہ شرارت پر جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے ازواج مطہرات۔ و دیگر اہل بیت کے خلاف شروع کر رکھی ہے۔ سخت نفرت کا اظہار کرتا ہے ؛

(۲) یہ جلسہ اخبار ”زمیندار“ کی شرارتوں کو جو وہ حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ کے خلاف کرتا رہتا ہے۔ قابل نفرین قرار دیتا ہے۔

(۳) یہ جلسہ گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ نزاکت موقعہ کو محسوس کرتے ہوئے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے ورنہ ایسے افعال شنیعہ کے قبیح نتائج کی ذمہ دار خود گورنمنٹ ہوگی۔

(۴) قادیان پولیس کی اس معاملہ میں سرد مہری کو یہ جلسہ نہایت ہی قابل مذمت قرار دیتا ہے۔ اور اس کے خیال میں پولیس کی خاموشی نے ہی اس معاملہ کو طول دیا ہے ؛

(۵) قرار پایا۔ کہ ان ریزولیوشنوں کی نقلیں انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب

گورنر پنجاب۔ اخبار مسلم آؤٹ لک۔ سول ملٹری۔ انقلاب لاہور اور الفضل قادیان کو بھیجی جائیں ؛

فضل الدین امیر جماعت احمدیہ کھاریاں ضلع گجرات

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ایک غیر معمولی جلسہ میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوا:۔

یہ جلسہ مستریوں کی کمینہ اور شرمناک شرارتوں پر جو آئے دن وہ اپنے پرچہ ”مباہلہ“ میں ہمارے مقدس امام علیہ السلام کے خلاف پروپیگنڈا کی صورت میں کرتے ہیں۔ نیز اخبار ”زمیندار“ لاہور ہمارے مقدس امام کی توہین کرتا رہتا ہے۔ چونکہ ان خبیثانہ اور ناپاک حملوں سے جماعت احمدیہ میں بہت اشتعال پیدا ہو گیا ہے۔ اور غیظ و غضب کی لہریں دوڑنے لگی ہیں۔ اس لئے ہم پُر زور صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے گورنر پنجاب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ فوراً ضروری کارروائی کریں۔ تاکہ ملک کے امن کو برباد کرنے والی حرکات کا سدباب ہو۔ ورنہ جماعت احمدیہ ان تمام نتائج کے لئے گورنمنٹ کو ذمہ دار قرار دیگی۔ جو ایسی شرارتوں سے پیدا ہوا کرتے ہیں۔

نیز یہ بھی قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی کاپی بذریعہ ٹیلیگرام گورنر پنجاب کو۔ اور بذریعہ ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو اور مختلف اخبارات کو روانہ کی جائے۔ صاحبدین سکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

نظارت اعلیٰ کے اعلان

(۱) گذشتہ مجلس مشاورت میں نظام جماعت کے متعلق یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ضلع وار تحصیل کی انجمنیں بنائی جائیں۔ اس کے مطابق ابھی تک جماعتوں نے توجہ نہیں کی۔ یہ بہت ضروری امر ہے۔ اسکے متعلق اپنے ضلع کی انجمنوں سے مشورہ کے بعد ضلع انجمنیں تجویز کر کے اطلاع دیں۔

(۲) سالانہ رپورٹیں ابھی تک میرے پاس بہت کم پہنچی ہیں۔ تمام جماعتوں کو بہت جلد رپورٹ بھیجنی چاہیئے۔ کیونکہ اب وقت کم رہ گیا ہے۔ ورنہ پھر ان پر میں تبصرہ نہ کر سکونگا۔ ناظر اعلیٰ قادیان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۸۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

احمدی اپنی سب سے عزیز متاع کی حفاظت کیلئے ہر قربانی کرینگے

امن کی ذمہ وار گورنمنٹ اور امن شکن اشرار کو انتباہ

مومن بے غیرت نہیں ہوتا

کچھ عرصہ سے بعض کمینہ اور شرافت سے عاری لوگوں نے دیگر فتنہ پرداز اور شریر معاندین کی امداد اور شہہ پر جماعت احمدیہ کے مقدس امام اور دیگر قابل احترام افراد کے خلاف جو گندہ دہنی اور بدزبانی شروع کر رکھی ہے۔ اس کا چونکہ ہماری طرف سے ترکی بترکی جواب نہیں دیا گیا۔ اور نہ کوئی ایسا طریق اختیار کیا گیا۔ جو اس قسم کے پست فطرت لوگوں کو راہ راست پر لا سکتا۔ اس لئے وہ بے حیائی میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور اپنے عمل سے ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک ہمارا امن پسندانہ طرز عمل کمزوری اور بزدلی کی وجہ سے ہے۔ اور ہمارا اغماض اور خاموشی۔ بے غیرتی اور بے حمیتی کے باعث ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفائے کرام کی پُرامن اور ملکی قانون کا احترام کرنے کی تعلیم ہماری رگ رگ میں رچی ہوئی نہ ہوتی۔ اور اس وجہ سے صبر و تحمل اور برداشت کی قوت ہم میں نہ پائی جاتی۔ تو نہ ان لوگوں کو شرارت اور بے ہودہ گوئی کا اس طرح موقعہ ملتا۔ اور نہ حکومت اس طرح کانوں میں تیل ڈالے پڑی رہتی لیکن صبر کی بھی آخر حد ہوتی ہے۔ اور برداشت کی طاقت بھی انتہا رکھتی ہے۔ اور جب کوئی ظلم و ستم۔ ایذارسانی اور تکلیف دہی بے غیرتی اور بے حمیتی کا موجب بننے لگے۔ تو کوئی مومن اسے گوارا نہیں کر سکتا۔ بلکہ اپنے ننگ و ناموس اور عزت و آبرو کو [illegible] سے بڑی قیمت ادا کر کے محفوظ کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔

مومن کا عہد وفا

دُنیا نے اس قسم کی مثالیں تو بارہا دیکھی اور سنی ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ اور مقدس انسانوں کی غلامی کا فخر رکھنے والوں نے اپنی عزیز سے عزیز متاع اپنی آنکھوں کے سامنے لٹتی دیکھی۔ مگر انگلی تک نہ اٹھائی۔ اپنے آپ اور اپنے عزیزوں کو سخت سے سخت مصائب میں مبتلا پایا۔ مگر آہ تک نہ کی۔ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے اجسام کو ظلم و ستم کے تیروں سے چھلنی ہوتے دیکھا۔ مگر اُف تک نہ کی۔ لیکن ایسی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ کہ خدا اور اس کے فرستادوں پر صدق دل سے ایمان لانے والوں نے ان کے اور ان کے جانشینوں اور متعلقین کے پسینہ کی جگہ خون بہانا اور ان کی عزت و احترام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینا۔ اپنے لئے سعادت دارین نہ سمجھا ہو۔ اور حق یہ ہے کہ جس مقدس ہستی کو خدا کا نبی اور رسول تسلیم کیا جائے۔ اس کے مقابلہ میں جب تک دُنیا اور اس کی ہر ایک مرغوب سے مرغوب چیز کائنات اور اس کا ایک ایک ذرہ بے حقیقت اور ہیچ نہ سمجھ لیا جائے۔ اس وقت تک صحیح اور حقیقی معنوں میں اس سے عہد وفا باندھا ہی نہیں جا سکتا۔ کجا یہ کہ اسے استوار سمجھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اپنے مخلص ترین جاں نثار سے جس نے کہا تھا۔ یا رسول اللہ آپ مجھے دُنیا کی ہر ایک چیز سے بڑھ کر عزیز ہیں۔ فرمایا تھا۔ جب تک تم مجھے اپنی جان سے بھی عزیز نہ سمجھو۔ مومن نہیں ہو سکتے۔ اور اس نے معاً کہا تھا۔ آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

ہر احمدی کا اوّلین عہد

جماعت احمدیہ کو اس کے مخالفین خواہ کتنا ہی غلطی خوردہ سمجھیں۔ گمراہ اور بے دین قرار دیں۔ لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ کا سچا رسول اور نبی یقین کرتی ہے۔ اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اول دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلہ میں وہ ساری دُنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے۔ کہ آپ کی حُرمت اور آپ کی تقدیس کے لئے اگر اپنی جان بھی دینا پڑے گی۔ تو دریغ نہیں کریگا۔

ہر احمدی اپنا عہد پُورا کریگا

جس جماعت کا سب سے پہلا عہد یہ ہو۔ اور جو اس عہد کی پابندی کرنا دین و دُنیا کی کامیابی سمجھتی ہو۔ ظاہر ہے۔ اگر دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ظالم اور جفا جو طاقت بھی اس کے اس عہد کا امتحان لینا چاہے گی۔ تو احمدی کہلانے والا کوئی انسان بھی اس سے منہ نہیں موڑے گا۔ اور مردانہ وار خوف و خطر کے سمندر کو عبور کر جائے گا۔ خواہ اُسے اپنے خون میں سے تیر کر جانا پڑے۔ خواہ غازی بن کر سلامتی کے کنارہ پہونچنے کی سعادت حاصل ہو۔

فتنہ انگیزوں کو ڈھیل دینے کی وجہ

پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ایک عرصہ سے چند رذیل اور کمینہ لوگ جماعت احمدیہ کے مقدس پیشوا۔ اس کے اہل بیت اور خدام کے متعلق ناپاک سے ناپاک اتہام تراش رہے ہے۔ جماعت احمدیہ کو چرکے پر چرکے لگا رہے۔ اور اس کے ننگ و ناموس پر نہایت بیباکانہ حملے کر رہے ہیں۔ مگر انہیں کوئی پوچھتا نہیں۔ ان کی شرارتوں کا سدباب نہیں کیا جاتا۔ ان کی فتنہ انگیزیوں کو روکا نہیں جاتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ ان کی پشت و پناہ شریروں اور بدقماشوں کا ایک گروہ ہے۔ انہیں خفیہ اور ظاہرہ امداد دینے والوں کا حلقہ وسیع ہے۔ ان کی شرارتوں اور خباثتوں کی داد دینے والے موجود ہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ایک ذمہ وار حکومت قائم ہے۔ اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں۔ وہ کچھ حرکت کرتی ہے۔ یا نہیں۔ اور وہ اپنے فرض کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ یا نہیں۔

ہمارے راستہ میں کوئی طاقت حائل نہیں ہو سکتی

لیکن اگر اس حکومت میں فتنہ انگیز اور شرارت پسند لوگ باامن زندگی بسر کرنے والی ایک معزز جماعت کے خلاف شرارت پھیلانے سے باز نہیں آسکتے۔ اگر وہ لاکھوں انسانوں کے مقدس پیشوا اور اُس کے اہل بیت کے متعلق گند اچھالنے سے نہیں رُک سکتے۔ اگر اپنی عزت و وقار کی حفاظت کرنے کی ضرورت کا احساس رکھنے والی جماعت کے متعلق فحش نویسی اور بدزبانی نہیں چھوڑ سکتے تو پھر اپنی عزت و آبرو۔ اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کے لئے ہمارے رستہ میں بھی کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔

ہماری متاع عزیز لوٹنے والوں کو ہماری لاشوں پر سے گذرنا ہوگا

ہم نے اپنے خون کے رشتوں سے قطع تعلق کر کے۔ اپنے جگر گوشوں کو

چھوڑ کر۔ اپنے پیارے وطنوں کو خیرباد کہکر۔ اپنی جائدادوں اور اموال سے ہاتھ دھوکر اور ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات برداشت کرکے اگر کچھ حاصل کیا ہے۔ تو وُہ احمدیت ہے۔ وُہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے تعلق ہے۔ وُہ آپ کے جانشینوں اور ان کے اہل بیت سے اخلاص ہے۔ اور ہمارے لئے یہ تمام دُنیا کی متاع سے زیادہ گراں قیمت چیز ہے اگر اس پر بھی کوئی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ یہ ہمارے ہاتھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ اس کی تحقیر و تذلیل کی کوشش کرتا ہے۔ تو خواہ وُہ کوئی ہو۔ اور اس کی پشت و پناہ کتنی زبردست طاقت ہو۔ وُہ اُس وقت تک ایسا نہیں کرسکتا۔ جب تک ہمارے جسم میں جان اور بدن میں توان ہے۔ اور دنیا میں ایک بھی احمدی موجود ہے۔ اس ارادہ اور اس نیت کو لے کر کھڑے ہونے والے کو پہلے ہماری لاشوں پر سے گذرنا ہوگا۔ وہ ہمارے خون میں تیرنا پڑے گا۔ اگر کسی میں اتنی ہمت اور ایسی جرأت ہے۔ کسی کا یہ دل گُردہ ہے۔ تو وُہ کھڑا رہے۔ اور دیکھ لے۔ کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے؛

بے غیرتی کی زندگی سے عزت کی مَوت اچھی ہے

بے شک ہم تھوڑے ہیں۔ ہم کمزور ہیں۔ ہم بے سروسامان ہیں۔ لیکن دُنیا کی ہر ایک عزیز سے عزیز چیز قربان کرکے ہم نے جو نعمت حاصل کی ہے وُہ اگر ہمارے ہاتھ سے جاتی ہے۔ اس سے اگر ہم محروم کئے جاتے ہیں۔ تو پھر ہماری زندگی کس کام کی۔ اور ہمارے زمین کی پیٹھ پر بوجھ بنے رہنے کا کیا فائدہ۔ ہم ایسی زندگی پر ہزار لعنت بھیجتے ہیں۔ اور اس پر عزت و آبرو کی موت کو صد بار ترجیح دیتے ہیں؛

ہم اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرینگے

پس فتنہ پھیلانے والے بدکرداروں اور امن کی ذمہ وار حکومت کو ہمارے ان جذبات اور احساسات کا صحیح طور پر اندازہ لگالینا چاہیئے۔ اور پھر جو راہ پسند ہو۔ اختیار کرلینی چاہیئے۔ ہم امن پسند ہیں۔ با امن رہنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ ہم اپنے جان و دل سے پیارے اور مقدس وجُودوں کی عزت و وقار پر ناپاک حملے کرنے والوں کی ستم رانیاں برداشت کرلیں۔ برداشت کرنے کی حد ختم ہوچکی۔ اور صبر و تحمل کی طاقت جاتی رہی۔ اب خود حفاظتی پیش نظر ہے۔ اور اس کے لئے جو بھی بڑی سے بڑی قربانی ہمیں دینی پڑے گی۔ اس کے لئے ہم تیار ہیں۔ اور دنیا دیکھے گی۔ کہ ہر ایک احمدی خواہ وہ چھوٹا ہو۔ یا بڑا۔ جوان ہو۔ یا بوڑھا۔ کس طرح اپنے مقدس امام اور سلسلہ کی خاطر دنیا جہان کی ہر ایک مصیبت برداشت کرسکتا ہے۔ ہم کسی قسم کے ابتلاء کی خواہش نہیں کرتے۔ لیکن نہایت وثوق کے ساتھ جانتے ہیں کہ جب تک بڑے سے بڑے ابتلاؤں سے گذرینگے۔ وہ کامرانی بھی حاصل نہ کرسکینگے۔ جو ہمارے لئے مقدر ہوچکی ہے؛

ظُلم کے حامی اور فتنہ کے مؤید اخبارات کا شرمناک رویّہ

شریف اور انصاف پسند اصحاب سے خطاب

پولیس نے مستریوں کی کمینہ شرارت اور اشتعال انگیزی کو پھیلنے کا اچھی طرح موقعہ دینے اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی کا بخوبی امتحان کر چکنے کے بعد جب زیر دفعہ ۱۵۳۔ اور ۲۹۲۔ قابل ضمانت وارنٹ جاری کرکے انہیں گرفتار کیا۔ اور ضمانتوں پر رہا کر دیا۔ تو جہاں ان میں کا ہر جاہل مطلق اور کندہ ناتراش "زمیندار" کے نزدیک "مولانا" بن گیا۔ وہاں اس نے حکومت کو بھی ڈانٹنا شروع کر دیا۔ اور اس پر الزام لگایا ہے۔ کہ "کارکنان سابلہ کو نیست و نابود کرنے میں حکومت خلیفہ قادیان کا ساتھ دے رہی ہے۔" حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو قادیان میں بیٹھ کر اس قدر فتنہ انگیزی اور دل آزاری کا موقعہ محض اس لئے حاصل ہُوا۔ اور وُہ اپنی خباثتوں میں اس حد تک اس لئے ترقی کر گئے۔ کہ حکومت کے وُہ کارندے جو مفسدہ پردازی کو روکنے اور امن قائم رکھنے کے ذمہ وار ہیں۔ اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر رہے۔ اور اب جبکہ اشتعال انگیزی انتہاء کو پہونچ گئی۔ معمولی دفعات کے ماتحت وارنٹ جاری کرنے کی ضرورت سمجھی۔ مگر اس پر بھی "زمیندار" "ملاپ" اور اسی قماش کے بعض اور اخباروں کا تملا اٹھنا بتاتا ہے۔ کہ وہ انسانیت اور شرافت کے جذبات سے بالکل عاری ہو چکے ہیں۔ اُن کے نزدیک رذیل اور کمینہ لوگوں کو تو یہ حق حاصل ہے۔ کہ جس کے ننگ و ناموس پر چاہیں۔ حملے کریں۔ اور کھلے بندوں غلاظت پھینکیں۔ لیکن حکومت کو یہ حق نہیں۔ کہ ان کی ناپاک سرگرمیوں کو روکنے کے لئے کوئی معمُولی سی کارروائی بھی کرے۔ ان کے خیال میں یہ تو ضروری ہے۔ کہ جن پر جھوٹے اور بے بنیاد اتہامات لگائے جائیں۔ جن کی خواتین کی عزت و عصمت پر بہتان باندھے جائیں۔ جن کے مقدس اور قابل احترام بزرگوں کی تحقیر و تذلیل کی جائے۔ ان سے ضمانتیں لی جائیں۔ انہیں حراست میں رکھا جائے۔ ان پر مقدمات قائم کئے جائیں۔ لیکن جو لوگ اس قسم کی شرارتیں کریں۔ جو جان کو ہتھیلی پر رکھ کر میدان عمل میں کھڑے ہونے والوں کو اشتعال دلائیں۔ جو ان کے نازک سے نازک مذہبی جذبات اور احساسات کو ٹھیس لگائیں۔ انہیں کھلا چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ ان کی حفاظت اور نگہبانی کے لئے پولیس کی گارد مقرر کردی جائے؛

جن لوگوں کی شرافت اور انسانیت اس درجہ مُردہ ہوگئی ہو۔ اور جو تعصب اور عداوت میں اس قدر اندھے ہو چکے ہوں۔ ان سے کسی قسم کے عدل اور انصاف پسندی کی توقع بالکل فضول ہے۔ اگر ان کی نگاہ میں شرافت کی کچھ قدر ہوتی۔ اگر ان کے نزدیک بے ہودہ گوئی اور فحش نویسی ذرا بھی عیب ہوتا۔ اگر ان کے خیال میں الزام تراشی اور بہتان سازی شرمناک فعل ہوتا۔ تو وُہ اس وقت تک ضرور ان لوگوں کے خلاف اظہار نفرت و حقارت کرتے۔ جو ایک ایسی جماعت اور اس کے امام کے متعلق جس کی دینی خدمات کا زمانہ معترف ہے حتیٰ کہ خود "زمیندار" کے فائل بھی شاہد ہیں۔ نہایت دریدہ دہنی سے کام لے رہے ہیں۔ اور اس جماعت کے مرکز میں بیٹھ کر اس قدر فحش بک رہے ہیں۔ کہ کسی اور جگہ کسی اور کے متعلق اس کا ہزارواں حصہ بھی بکنے پر فوراً مزا چکھ لیتے۔ لیکن اس وقت تک نہ صرف "زمیندار" اور اس کے دوسرے ننگ صحافت اخبارات نے اس فتنہ انگیزی اور دل آزاری کے خلاف ایک لفظ تک نہیں کہا۔ بلکہ ہر طرح اس میں مدد دیتے رہے جبکہ ہمارے لئے ان کی شرارتیں ناقابل برداشت ہوگئیں اور ذمہ واروں کی بھی آنکھیں کھلی ہیں۔ اور انہوں نے معمولی سی انتظامی کارروائی کی ہے تو شرافت اور انسانیت کے ان اجارہ داروں نے کائیں کائیں کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور حکومت پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ کہ وہ ان فتنہ پردازوں کی بجائے احمدیوں کو گرفتار کرے۔ اور ان کی ضمانتیں لے؛

جو لوگ عداوت اور دشمنی میں اندھے ہو چکے ہیں۔ ان سے تو امید نہیں کہ وُہ راہ راست اختیار کر سکیں۔ اور اس ظلم کے خلاف جو ہم پر ایک عرصہ سے کیا جا رہا ہے۔ آواز اٹھائیں۔ لیکن جو لوگ خود شریف اور شرافت پسند ہیں۔ ان سے ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ وُہ انصاف سے کام لے کر اس ظلم کا اندازہ لگائیں گے۔ جو اس وقت تک ہم پر کیا جا رہا ہے۔ اور وہ صبر و تحمل مدنظر رکھینگے۔ جو اس عرصہ میں ہماری طرف سے دکھایا گیا ہے۔ پھر فیصلہ کرینگے۔ کہ اس ظلم کو روکنے کی کوئی صورت ہونی چاہیے یا نہیں۔ اور اگر ہونی

ہندو صنم خانہ اور سکھ

سکھ اگرچہ تمدنی۔ معاشرتی اور خانگی حالات کے لحاظ سے ہندوؤں کا ہی ایک حصہ سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ ایک موحد قوم ہے۔ اور اس لحاظ سے ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں کے بہت قریب ہے۔ اور کیوں قریب نہ ہو۔ جبکہ ان کے سب سے بڑے بزرگ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ایک مخلص شیدائی اور اپنے اعمال واعتقادات کے لحاظ سے سچے مسلمان تھے۔

سکھ اگرچہ بعض افسوسناک وجوہات کی وجہ حضرت بابا صاحب کی تقلید سے الگ ہو کر دور جا پڑے ہیں۔ لیکن وحدانیت کے عقیدہ پر اب بھی پختگی سے قائم ہیں۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ جب ہندوؤں نے بھائی پرمانند جی کی تحریک اور تجویز سے اپنے صنم خانہ میں بابا بندا کے بت کا اضافہ کیا۔ تو انہیں سخت ناگوار گذرا۔ اور اس وقت تک دو دفعہ بعض منچلے سکھ اس بُت کو توڑنے کی وجہ سے گرفتار ہو چکے ہیں۔

اس سلسلہ میں سکھ معاصر شیر پنجاب (۶-اپریل) نے ہندوؤں سے حسب ذیل دلچسپ سوال کیا ہے:-

"رام۔ کرشن۔ سیتا۔ رادھا۔ شوجی۔ پاربتی۔ ہنومان۔ کالی۔ بھیروں۔ گائے۔ بیل۔ شولنگ وغیرہ ہندو اوتاروں اور دیوی۔ دیوتاؤں کے بُت کیا بے اثر ہو چکے ہیں۔ کہ اب ہندوستان کے صنم خانہ میں گورو گوبند سنگھ کے ایک سکھ بابا بندا بہادر کے بُت کا اضافہ کیا جانے لگا ہے"

ہندو تو معلوم نہیں کیا جواب دیں۔ لیکن خود "شیر پنجاب" نے جو جواب دیا ہے۔ وہ بہت موزوں ہے۔ معاصر موصوف لکھتا ہے

"ان کی پیشانیوں میں سجدے تڑپتے رہتے ہیں۔ انہیں اس امر کی پروا نہیں۔ کہ معبود کون ہے۔ انہیں تو کسی کی چوکھٹ پر جبین نیاز رگڑنے سے غرض ہے"

جو قوم بُت پرستی میں اس طرح لت پت ہو۔ اسے اپنے قریب سمجھنا اور وحدانیت کی حامل مسلمان قوم سے دُور دُور رہنا کیونکر شیوہ فرزانگی قرار دیا جا سکتا ہے۔ "شیر پنجاب" کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ "بتوں اور تصویروں سے اگر قوموں میں زندگی پیدا ہوتی۔ تو آج سب سے زیادہ زندگی ہندوؤں اور بدھوں میں ہوتی مسلمان سکھ تو بالکل مُردہ ہوتے۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے"

اگر یہ دونوں موحد قومیں متحد ہو جائیں۔ اور بُت پرستوں کی فتنہ خیزیوں سے اثر پذیر نہ ہوں۔ تو نہایت ہی خوشگوار نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ خدا کرے۔ ایسا وقت جلد آئے۔

"جمعیۃ العلماء" نے شاردا ایکٹ کی خلاف ورزی کی یہ صورت تجویز کی تھی۔ کہ "مسلمان شرعی ضرورتوں کے ماتحت شرعی اجازت پر عمل کرنے میں شاردا ایکٹ کی مطلق پرواہ نہ کریں"۔ گویا بچپن کی شادی صرف اسی صورت میں کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ جبکہ شرعی ضرورتیں لاحق ہوں۔ چونکہ یہ ایک دُور اندیشانہ اور عقلمندانہ تجویز تھی۔ اور ہر مسلمان کو اسلام کے متعلق اس کے فرض سے آگاہ کرتی تھی۔ اس لئے ہم نے اس کے مفہوم کی تعریف کی۔ گو جس غرض کے لئے یہ اختیار کی جا رہی تھی۔ اس کے لحاظ بے اثر اور غیر مفید بتائی تھی۔

لیکن یکم اپریل کے بعد جو شاردا ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ ہے۔ مختلف مقامات میں بچپن کی شادیاں کرنے کی جو خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ ان سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کونسی "شرعی ضرورتوں کے ماتحت" ایسی شادیاں ضروری سمجھی گئیں۔ حتےٰ کہ "جمعیۃ العلماء" کے صدر اور ناظم صاحبان نے بالفاظ "جمعیۃ العلماء ہند کے واحد ترجمان" (۵-اپریل) "دہلی میں شاردا ایکٹ کی انتہائی ذلت کا مظاہرہ" کرتے ہوئے" شاہانِ اسلام کی مشہور یادگار یعنی جامع مسجد دہلی میں" جو نکاح پڑھایا۔ اس کے متعلق بھی "شرعی ضرورتوں" کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اور دوسرا۔ تیسرا اور چوتھا نکاح پڑھنے کے بعد بھی اس کا خیال تک نہیں آیا۔ بلکہ ان نکاحوں کی غرض وغایت یہ بتائی گئی ہے۔ کہ

"اس منحوس قانون کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑ رہی ہیں۔ اور کوئی مسلمان اس کی مطلق پروا نہیں کرتا"

اس "منحوس قانون کی دھجیاں" تو ممکن ہے۔ "جمعیۃ العلماء" کے اڑانے کے بعد پھر جمع کر لی جائیں۔ لیکن جمعیۃ نے اپنی جس تجویز کی اپنے ہاتھوں دھجیاں اڑائی ہیں۔ اس کا کیا بنے گا اور پھر شرعی ضرورتوں کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے محض ضد اور ہٹ کی قربان گاہ پر جن کم سن لڑکے لڑکیوں کو چڑھا دیا گیا ہے۔ ان کی تلخ کامیوں کا ذمہ وار کون ہوگا۔ شریعت جن حالات میں ایسی شادیوں کی اجازت دیتی ہے۔ ان میں اگر کوئی شادی ہوتی ہے۔ تو شریعت کا نازل کرنے والا جس کے قبضہ قدرت میں سب کے قلوب ہیں۔ اسے مبارک اور خوشگوار بنا دیتا ہے۔ لیکن جب شریعت کو نظر انداز کر دیا جائے تو کس طرح توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ مشکلات اور مصائب کا سامنا نہ ہوگا۔

ہمارے نزدیک بلا وجہ اور بلا ضرورت چھوٹی عمر کی شادی کرنا ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور ہمارا خیال ہے۔ وہ لوگ جو شاردا ایکٹ کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑانے کے لئے ایسی شادیوں میں بڑھ بڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ اور اسے اپنا بہت بڑا کارنامہ بنا رہے ہیں۔ وہ بھی اسے ظلم ہی سمجھتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ اس وقت تک ان میں سے کسی نے بھی اپنے چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں نہیں کیں۔ کیا ان میں سے کسی کے ہاں چھوٹی عمر کی اولاد نہیں۔ ہے اور ضرور ہے۔ مگر اپنے ہاتھوں اپنی اولاد کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالنا بہت مشکل ہے۔ ہاں دوسروں کی اولاد کو تباہ کرنا آسان ہے۔

مسلمانوں کو ہم نہایت دردمندانہ طور پر نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اولاد کی سی قیمتی چیز اور خدا تعالےٰ کی نعمت کو ان لوگوں کے کہنے پر قطعاً مصائب اور مشکلات میں نہ ڈالیں جن کے قول وعمل میں مطابقت نہیں۔ وہ جو کچھ دوسروں سے کراتے ہیں وہ خود نہیں کرتے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق بدزبانی اور فحش کلامی کرنے والوں کا بہت بڑا حامی اور مددگار "زمیندار" (۸-اپریل) حیران ہے۔ کہ جب مستریان مباہلہ نے اپنا مکان پولیس کی نگرانی میں دیدیا تھا۔ تو کوئی غیر آگ لگانے میں کس طرح کامیاب ہو گیا۔ چنانچہ لکھتا ہے:-

"مکان پولیس کی نگرانی میں دیدیا تھا۔ پھر ہم حیران ہیں۔ کہ ملزم یا ملزمین اسے نذر آتش کرنے میں کس طرح کامیاب ہو گئے"

اس حیرانی میں ہم بھی شریک ہیں۔ کہ جو مکان پولیس کی نگرانی میں دیدیا گیا ہو۔ اسے کوئی غیر کس طرح آگ لگانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن پولیس کی نگرانی کا یہ مطلب تو نہیں۔ کہ وہ اہل مکان یا ان کے ہمدردوں کو بھی روکے رکھے۔ پس جبکہ کسی ملزم یا ملزمین کا آگ لگانے میں کامیاب ہونا ناممکن ہے۔ اپنی چیز کو آپ نذر آتش کرنا بالکل آسان ہے۔ اور اس سے "زمیندار" کی حیرانی دُور ہو سکتی ہے۔

مُفسد اور فتنہ پرداز لوگوں کے متعلق

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے جلسہ میں تقریریں

گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں ایک مقامی جلسہ کی پاس کردہ قرار دادیں درج کی گئی ہیں۔ انہیں پیش کرنے والے اصحاب نے جو تقریریں کیں۔ وُہ مختصر طور پر درج ذیل کی جاتی ہیں:۔ (ایڈیٹر)

شیخ یعقوب علی صاحب کی تقریر

جناب شیخ صاحب نے بحیثیت صدر جو تقریر لکھی ہوئی سُنائی وہ ایک گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکی ہے۔ اس سے قبل آپ نے زبانی تقریر کرتے ہُوئے فرمایا۔

برادرانِ مِلّت۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی تقریر شرُوع کروں۔ یہ بتا دینا چاہتا ہُوں۔ کہ ہم نے ان کرسیوں پر ان لوگوں کو بٹھایا ہے۔ جو ۲۸ مارچ نماز جمعہ پڑھنے مسجد میں آئے تھے۔ مگر پولیس نے بلوہ میں ماخوذ کر لئے۔ تا پولیس جان لے۔ اور انہیں شناخت کر لے*

ہم احمدی مسلم ہیں۔ ہمیں کوئی چیز نہیں ڈرا سکتی۔ کیونکہ مومن کسی طاغوتی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ وہ صرف خُدا سے ڈرتا ہے میں دُرثمین سے چند اشعار پڑھتا ہوں مجھے ترنم نہیں آتا۔ نہ میں خوش الحان ہوں۔ اس کے بعد چند اشعار پڑھے۔ اور جب اس مصرعہ پر پہنچے

"جو خُدا کا ہے۔ اُسے للکارنا اچھا نہیں"

تو فرمایا۔ یہ چیلنج ہر ایک اُس شخص کو ہے۔ جو شرارت پھیلاتا۔ اور خدا کے سلسلہ کے خلاف سازشیں کرتا ہے۔ آج بھی بٹالہ کے ایک سب انسپکٹر کی قبر سے صدا اٹھ رہی ہے" من بگردم شما حذر بکنید" اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف سازش کی تھی۔ اس کا بُرا انجام ہُوا۔ آج اُس کی ساری ذریت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں داخل ہے۔ اور آپ پر روزانہ درود پڑھتی ہے۔ اس کے بیٹے جو ایک مخلص احمدی ہیں۔ اور پولیس کے انسپکٹر ہیں۔ اپنے باپ کا نام زبان پر لاتے ہوئے رُکتے ہیں*

اب بھی خدا کے فضل سے ثابت ہو کر رہے گا۔ کہ کون پاک باز اور خدا تعالےٰ کا پیارا ہے۔ اور کون شریر اور مُردار خوار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر حملہ کر کے کس نے کامیابی حاصل کی۔ کہ اب کوئی کامیاب ہوگا*

میر قاسم علی صاحب کی تقریر

شیخ صاحب کے بعد جناب میر صاحب نے پہلا ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے تقریر کی۔ جس میں اول مستریوں کی ابتدائی حالت۔ ان کی فلاکت اور مفلسی بیان کی۔ پھر ان کی بد معاشگی کا ذکر کیا۔ اور بتایا۔ کہ ان کے شرارت میں مبتلا ہونے کا کیا باعث ہُوا۔ اور کیوں اُنہیں سلسلہ سے علیحدہ کیا گیا*

ابتدائے شرارت میں فضل کریم نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا۔ خدا گواہ ہے۔ کہ ہم منافق نہیں۔ ہم احمدی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ پر سچا ایمان رکھتے ہیں مسیح موعود کی خاطر ہم نے اپنا وطن چھوڑا۔ عزیز و اقارب چھوڑے۔ اور قادیان ہجرت کر کے آئے۔ ہم کس طرح شرارت پھیلا سکتے ہیں۔ اگر ہم شرارت پھیلا رہے ہوں۔ تو ہم پر خُدا کی لعنت ہو*

سو اب سب نے دیکھ لیا۔ کہ فضل کریم وغیرہ پر کس طرح لعنت پڑی۔ ان لوگوں نے کھلم کھُلا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا انکار کر دیا۔ اور آپ کی تکذیب کرنے کے لئے میدان میں نکل آئے ہیں۔ یہ لوگ قریباً دو سال سے برابر جھوٹی خبریں شائع کر رہے ہیں۔ کہ احمدی ان کے قتل کے درپے ہیں۔ حالانکہ ان کو ابھی تک کسی نے کچھ نہیں کہا۔ ہمیں ان کے قتل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر وُہ قتل ہونگے۔ تو اپنے اعمال سے ہونگے۔ اور خدا تعالےٰ انہیں اپنے افعال کی سزا دے گا۔ اگر ہم انہیں قتل کرنا چاہتے۔ تو پہلے دن ہی کر دیتے۔ اور اگر ہم امن پسند نہ ہوتے تو ان کے لئے قادیان میں ایک دن بھی رہنا ممکن نہ تھا۔ کبھی کا ان کا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایات اسلام کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل ہمیں اس بات سے مانع ہے۔ کہ ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ مستری آج کل جس روش پر گامزن ہیں۔ وہ نہ صرف مذہب کے خلاف ہے۔ بلکہ شرافت اور انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ اور ان کی تحریروں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے والے بھی شرافت اور انسانیت سے عاری ہیں۔ دنیا جانتی ہے۔ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوےٰ کی بنیاد رکھی ہے۔ تب سے ہمارے خلاف قسم قسم کے اعتراض کئے گئے۔ اور احمدی جماعت ان سے کبھی نہیں گھبرائی۔ بلکہ ہر ایک اعتراض کا جواب نہایت خوش اسلوبی اور علمی طریق سے اس نے دیا۔ اب بھی اگر کوئی ہمارا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ تو شرافت کی راہ سے آئے*

مقامی پولیس پر ہمیں افسوس ہے۔ کہ اس نے بجائے اس کے کہ فتنہ پردازوں کو روکتی۔ ان کے مکان پر ایک گارد مقرر کر دی۔ تاکہ ان کی حفاظت کرے۔ گند وُہ اچھال رہے ہیں۔ گندی گالیاں وُہ دے رہے ہیں۔ اور اشتعال انگیزی وُہ کر رہے ہیں۔ لیکن انہیں کچھ نہیں کہا جاتا۔ اور ضمانتیں احمدیوں سے لی جاتی ہیں۔ ان کا ایک ذلیل آدمی جس کی نہ کوئی حیثیت ہے۔ نہ عزت۔ جمعہ کے وقت مسجد کے محراب کے پاس آکر شرارت کرتا ہے۔ اور منع کرنے کے باوجُود وہاں سے نہیں ہٹتا۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ احمدیوں پر بلوہ کا الزام لگا کر چھ معززین کی ضمانتیں ایک ایک ہزار کی لی جاتی ہیں۔ ایک دفعہ پہلے جب یہاں جھگڑا ہُوا۔ اور بلوہ کا الزام لگایا گیا تھا۔ تو میرا بھی ماخوذین میں نام تھا۔ اس وقت ہم سے پچاس پچاس روپے کا ذاتی مچلکہ لے لیا گیا تھا۔ لیکن اب پولیس نے ہمارے آدمیوں سے ایک ایک ہزار روپے کی ضمانت لی ہے پولیس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ وُہ ہماری خادم ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ امن قائم رکھے۔ اپنے آپ کو لوگوں کا حاکم نہ سمجھے۔ بلکہ خادم سمجھے۔ ہمارے پیسوں سے اسے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ اس لئے وُہ ہماری حاکم نہیں۔ اور نہ ہم اس سے مرعُوب ہو سکتے ہیں۔ جب سے یہاں پولیس آئی ہے۔ اس وقت سے شرارت زیادہ پھیلائی جا رہی ہے۔ اور ہمیں نقصان پہونچانے کے لئے سازشیں کی جا رہی ہیں۔ مباہلہ والوں نے لکھا ہے۔ کہ قادیان میں تھانہ ان کی تحریروں کے نتیجہ میں قائم کیا گیا ہے۔ گویا وُہ تھانہ کو اپنا محافظ سمجھتے ہیں۔ اور اس کی پناہ میں بیٹھ کر ہمارے خلاف کمینگی اور شرارت پھیلا رہے ہیں۔ بتایا جائے پولیس نے یہاں آکر کیا کام کیا۔ کونسے فتنہ کا انسداد کیا۔ ہم تو یہ کہنے پر مجبُور ہیں۔ کہ پولیس کی موجودگی میں یہ فتنہ زیادہ بڑھا ہے۔ اور مستری زیادہ دلیر ہو گئے ہیں پولیس کے آنے سے پیشتر وُہ اتنے بے باک نہ تھے۔ اور نہ کبھی اس سے پہلے ان کو اس قسم کی ناپاک جُرأت ہوئی کہ بالکل بے حیا ہو کر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ اور ان کی مقدس ازواج مطہرات پر باحیانہ حملہ کریں۔ یہ صرف پولیس کی موجودگی کا نتیجہ ہے*

مولوی مصباح الدین احمد صاحب کی تقریر

تیسری قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا۔

حضرات۔ آپ لوگوں نے وہ تقریریں جو کی گئی ہیں سُن لی ہیں۔ اور میں نہیں سمجھتا۔ کونسے جذبات کے اظہار کی کمی رہ گئی ہے۔ جنہیں میں بیان کروں۔ ہماری پاک اور معصوم خواتین پر حملہ کیا گیا۔ ہمارے مقدس امام کی ذات پر ناپاک حملے کئے گئے لیکن حکومت نے اب تک اس بارہ میں کوئی انسدادی کارروائی نہیں کی۔ انگریزی حکومت کا طریق ہے۔ کہ جب تک اجتماعی طور پر احتجاج نہ کیا جائے۔ اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے آج ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔ تاکہ حکومت سے مطالبہ کریں۔ کہ وہ ان گندے اور ناجیانہ حملوں کا انسداد کرے۔ ورنہ اس کا جو نتیجہ ہوگا۔ اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

جناب زین العابدین سید ولی اللہ شاہ صاحب کی تقریر

چوتھی قرارداد پیش کرتے ہوئے جناب شاہ صاحب نے فرمایا:۔

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ وہ ہم میں سے ہر ایک کے جذبات کی صحیح ترجمانی ہے۔ اور ہماری خواہش ہے۔ کہ انہیں ہماری طرف سے چھاپ کر شایع کیا جائے۔

ایڈیٹر الفضل کی تقریر

پانچواں ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے کہا:۔

صاحبان! اس وقت آپ کے سامنے جن جذبات اور خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ اس فضا میں گونج رہے ہیں۔ لیکن یہی کافی نہیں۔ گورنمنٹ چونکہ اونچا سنتی ہے۔ اور خاص طور پر سنانے سے سنتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے فرض سے اسے آگاہ کرنے کے لئے ہم اپنے جذبات اس تک پہونچا دیں۔ آگے یہ اس کا کام ہے۔ کہ اپنا فرض ادا کرے یا نہ کرے۔ لیکن اگر وہ اپنے فرض کی ادائگی سے غافل رہیگی۔ تو ہم غفلت نہیں اختیار کر سکتے۔ ہم اپنے ننگ و ناموس اور عزت و آبرو کی حفاظت کرینگے۔ اور اس کے لئے کسی بڑی سے بڑی طاقت سے مرعوب نہیں ہونگے۔ اگر حکومت نے کوئی انسدادی کارروائی نہ کی۔ تو اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ اور حکومت خود ذمہ وار ہوگی۔ ہم تو ... کے مقابلہ میں ہم کسی بڑی سے بڑی طاقت سے مرعوب ہونے والے نہیں :۔

شیخ یعقوب علی صاحب کی آخری تقریر

برادران! جس صبر اور سکون کے ساتھ آپ نے ان دلخراش واقعات کو سنا۔ اور سنکر صبر و سکون کا ثبوت دیا۔ اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے۔ ہم امن شکن نہیں۔ بلکہ امن کو قائم رکھنے والے ہیں لیکن جو قانون ہمارے ناموس کی حفاظت نہیں کرتا۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہم بیشک قانون شکنی نہیں کرینگے۔ لیکن اس کی روح کو کچل دینگے یاد رکھو۔ مومن جہاں امن شکن نہیں ہوتا۔ وہاں بزدل بھی نہیں ہوتا۔ اسے سوائے خدا کے کسی کی پرواہ نہیں ہوتی۔ تمہیں بھی مومنانہ شان دکھانی چاہیئے۔ اور ہر وقت یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ خدا سے ڈرو اور سب کچھ کرو:۔

حضرت مسیحؑ کا مذہب اور موجودہ عیسائیت

حضرت مسیح کی حیثیت

قرآن مجید نے حضرت مسیح کو جس حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ اس سے بالکل متغائر ہے۔ جس رنگ میں آجکل عیسائی انہیں پیش کرتے ہیں۔ اسلام آپ کا واجب احترام کرتے ہوئے منصب رسالت پر ہی آپ کو قرار دیتا ہے۔ مگر موجودہ مسیحی انہیں مسند الوہیت پر متمکن ظاہر کرتے ہیں۔ عیسائی اخبار نور افشاں نے بھی لکھا تھا۔

"اہل اسلام بے شک ہمارے مذہب کا اور خداوند یسوع مسیح کا احترام کرتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن شریف سب نبیوں کا احترام کرتا ہے۔ کسی ایک کو برا نہیں کہتا۔ مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ حضرت محمد مکی و مدنی کے پیرو خداوند مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں لکھتے۔ اور نہیں مانتے" (۲۲ رجون ۱۹۳۲ء)

اسلام نے مسیح کی ابنیت کے خیال کا پُرزور رد کیا ہے۔ اور ان کو صرف رسولاً الیٰ بنی اسرائیل ہی قرار دیا ہے۔ وہ تو محض پیغمبر کی حیثیت میں ظاہر ہوئے۔ اور کام کرتے رہے۔ چنانچہ انجیل میں بھی صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے فرمایا:۔

"میں آسمان سے اترا ہوں (اسی رنگ میں آسمان پر چڑھنا ہوگا ناقل) نہ اس لئے کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں۔ بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں" (یوحنا ۶/۳۸)

"میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جیسا سنتا ہوں۔ عدالت کرتا ہوں۔ اور میری عدالت راست ہے۔ کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں۔ بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں" (یوحنا ۵/۳۰)

اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ آپ نے ہمیشہ اپنی رسالت کا ہی اعلان فرمایا۔ اور کبھی اپنی الوہیت و ابنیت کو بطور دعویٰ پیش نہیں کیا۔ بلکہ یہود کے اعتراض پر فرمایا:۔

"کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے۔ کہ میں نے کہا۔ تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا۔ جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا۔ کہتے ہو۔ کہ تو کفر بکتا ہے۔ اس لئے کہ میں نے کہا۔ میں خدا کا بیٹا ہوں" (یوحنا ۱۰/۳۴-۳۶)

گویا پہلے انبیاء و اولیاء کو جن معنوں میں خدا کہا گیا ہے۔ ان کے مطابق اور ماتحت ہی آپ نے "خدا کا بیٹا" بننے کا ذکر فرمایا۔ اور اسی مفہوم کو آپ نے اوپر والے حوالجات میں رسالت سے تعبیر کیا ہے۔ غرض اس حد تک انجیل اور قرآن مجید کا اتفاق ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ نبی اور رسول تھے۔ قرآن پاک آپ کے درجہ کو اس سے اوپر جانے نہیں دیتا۔

الوہیت اور نبوت کا عدم اجتماع

اور درحقیقت اس سے اوپر ممکن ہی نہیں۔ مگر عیسائی ذہنیت کا عجیب طریق ہے۔ کہ ایک طرف تو انہیں نبی قرار دیتی ہے۔ اور دوسری طرف خدا اور خدا کا بیٹا۔ حالانکہ ادنیٰ تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ نبی خدا تعالیٰ سے خبر پانے والے کو کہتے ہیں۔ اور خدا سے غیب کی خبر پانے والا۔ اور خود خدا ایک ذات میں جمع نہیں ہو سکتے۔ یعنی اگر حضرت مسیحؑ خدا ہیں۔ تو پھر نبی نہیں۔ اور اگر نبی ہیں۔ تو پھر خدا نہیں ہو سکتے۔ یہ اجتماع ضدین ہے۔ چنانچہ لغت کی مشہور کتاب "المنجد" کے مسیحی مؤلف نے بھی لکھا ہے "النبی المخبر عن الغیب او المستقبل بالہام من اللّٰہ" بہرحال قرآن مجید کا دعویٰ نہ صرف اناجیل سے ثابت ہے۔ بلکہ خود عقل انسانی بھی اسی کی مؤید ہے۔

موجودہ عیسائیت کا بانی

ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ موجودہ عیسائیت اپنی تشکیل و ترتیب میں حضرت مسیح کے مذہب سے کوئی نسبت نہیں رکھتی۔ بلکہ یہ اپنے اصول و فروع میں مقدس پولوس کی طبیعت کرشمہ ساز کی شرمندہ احسان ہے۔ اور دراصل موجودہ عیسائیت کے وہی بانی ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن پاک کی روشنی میں اہل دنیا کو اس حقیقت ثابتہ کی طرف متوجہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"یاد رہے۔ کہ اب ان حضرت مسیحؑ کے نام پر جو مذہب دنیا میں پھیل رہا ہے۔ یہ ان کا مذہب نہیں۔ ان کی تعلیم ... [illegible]

اور تین خدا بنانے کا حکم اب تک انجیلوں میں نہیں پایا جاتا۔ بلکہ یہ وہی مشرکانہ تعلیم ہے۔ جس کی نبیوں نے مخالفت کی تھی۔ توریت کے دو ہی بڑے بھاری اور ابدی حکم تھے۔ اوّل یہ کہ انسان کو خدا نہ بنانا۔ دوسرے یہ کہ سؤر کو مت کھانا۔ سو دونوں حکم مقدس پولوس کی تعلیم سے توڑ دیئے گئے۔" (براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۔)

مقدس پولوس نے اپنے ماحول سے متأثر ہو کر عیسائیت کو نئے ڈھانچہ میں پیش کیا۔ بلکہ مذہبی طور پر ان کا ہر مذہب اور قوم کے خیالات وعقائد کا جامہ پہن کر عیسائیت کو ظاہر کرنا بھی ناقابل عفو جرم ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ ایک نبی کا خلیفہ و جانشین ہو کر انہوں نے اس گھنونے فعل کا ارتکاب کیا۔

ان کا اپنا بیان ہے:۔

"میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا۔ تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں۔ جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں۔ ان کے لئے میں شریعت کے ماتحت بنا۔ تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں۔ اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا۔ تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں۔ کمزوروں کے لئے کمزور بنا۔ تاکہ کمزوروں کو کھینچ لاؤں۔ میں سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا ہوا ہوں۔ تاکہ کسی طرح سے بعض کو بچاؤں۔" (۱۔ کرنتھیوں ۹/۲۰-۲۲)

کونسا عقلمند ہے۔ جو یہ تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ ان حالات میں سے گذرنے والا انسان بھی کبھی صحیح تعلیم کو دنیا میں قائم رکھ سکتا ہے۔ اور بالخصوص ان واقعات کی موجودگی میں جن سے اوائل میں مسیحیت کو دوچار ہونا پڑا۔ جو شخص یہودیوں میں یہودی، مشرکوں میں مشرک اور بے شرع لوگوں میں بے شرع بن جاتا ہے اس کا تجویز کردہ مذہب ہرگز ہرگز حضرت مسیحؑ کا مذہب نہیں ہو سکتا۔ سچ یہی ہے۔ کہ موجودہ عیسائی خیالات کا موجد مقدس پولوس ہی ہے۔ چنانچہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کی مطبوعہ کتاب "تاریخ مذہب" میں قابل عیسائی مصنف نے صاف لفظوں میں لکھ دیا ہے:۔

"مسیحی کلیسیا میں پولوس سب سے پہلا اور بڑا عالم علم الٰہی تھا۔ مگر اس کی تعلیم تمام امور کے لحاظ سے خود مذہب سے مستنبط نہیں ہو سکتی تھی۔ پولوس نے اس کے ذریعے مسیحی دین کی باتوں اور خصوصاً مسیحؑ کی موت کو (جو یہودیوں کے لئے ٹھوکر کا باعث تھی) یہودیوں کے خیالات کے ساتھ تطبیق دینے کی کوشش کی تھی۔ اس نے مسیح کی موت کو ان تمناؤں کے مطابق بنا دیا۔ جن کا نقشہ یہودیوں کے خیال میں کھنچا ہوا تھا۔ اس نے مسیح کی موت کو بجائے ایک عقدۂ لاینحل سمجھنے کے جیسے دوسرے رسولوں نے ابتداء میں سمجھا تھا۔ نجات دہندہ کی رحم دلی اور ترس کا اظہار ثابت کیا۔ اور یہ دکھلا دیا۔ کہ اس کی اس دنیا میں آنے کی اصلی غرض کیا تھی۔ اس نے لوگوں کی توجہ کو مسیح کی موت پر جما دیا۔ اور مسیحیت کے مسئلے کی جگہ زیادہ تر صلیب کو اپنی تعلیم کا مرکز قرار دیا۔" (صفحہ ۱۹ شایع کردہ ۱۹۰۹ء)

یہ اقتباس محتاج تشریح نہیں۔ صاف اقرار ہے۔ کہ صلیبی عیسائیت کا پودا پولوس کے ہاتھوں ہی لگایا گیا ہے۔ حضرت مسیح کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ پولوس نے عجیب چالاکی سے یہودیوں کے خیالات کے ماتحت مسیح کو صلیب پر فوت شدہ تسلیم کر کے کفارہ کے عقیدہ کو ایجاد کیا جو موجودہ عیسائیت کی روح رواں ہے۔

یونانی مذہب اور موجودہ عیسائیت

یہ بتا دینے کے بعد کہ پولوس نے مختلف مذاہب کی خوشہ چینی کر کے ایک نیا ڈھانچہ عیسائیت کے نام پر قائم کیا۔ یہ بات خالی از دلچسپی نہ ہوگی۔ کہ یہودیوں کے علاوہ بہت سے خیالات میں پولوس نے یونانی لوگوں کی اقتداء کی ہے۔ اور ان کے عقائد کو ہی عیسائیت کا نام دینا شروع کر دیا۔ اور اس طرح دراصل موجودہ عیسائیت یونانی خیالات کی ہی صدائے بازگشت بن کر رہ گئی ہے۔ چنانچہ "تاریخ مذہب" میں لکھا ہے:۔

"نظر انصاف سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سی باتوں کے لحاظ سے یونان کے فلسفیوں کی تعلیم مسیحی دین کی تعلیم کا پیش خیمہ تھی۔ اور یونانیوں کے اس مذہب نے مسیحی دین کے لئے ایک راستہ کھول دیا۔ یونانیوں کا یہ مذہب ایک رنگ بدل کر رومی حکومت کی تعلیم یافتہ جماعت میں اس وقت رائج تھا۔ جبکہ دین عیسوی کا ظہور ہوا۔" (صفحہ ۱۲۵)

پس موجودہ عیسائیت حضرت مسیح علیہ السلام کے عقائد وخیالات کی بجائے یہودیوں کے خیالات۔ یونانیوں کے عقائد اور رومی عمائد کے افعال کا ناقص اور بدنما ڈھانچہ ہے۔ دیکھیں کیا آج کل پادری اسی "یونانی لاشہ" کو دنیا کی نجات کا ذریعہ ظاہر کرتے اور جہلا کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں کیا سرقہ بتانے کے شیدائی مسیحی بتائیں گے۔ کہ کیا اب بھی مسیحیت کو "مال مسروقہ" ماننے میں انہیں عذر ہے۔ کیونکہ یہ تو گھر کی شہادت ہے۔

(خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان)

بزرگان سلسلہ سے التماس

شیخ عبدالرحیم صاحب گاہے بگاہے جو مضامین الفضل کے لئے لکھتے ہیں۔ وہ بہت مفید اور عارفانہ ہوتے ہیں۔ دیگر بزرگان سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ بھی اپنے علم اور ذوق کے مطابق مضامین لکھا کریں۔ تا معلوم ہو۔ کہ انہوں نے کس کس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کیا:۔

خاکسار

(ڈاکٹر) ملک محمد رمضان۔ شاہ گئی

حیدرآباد دکن میں آریوں کی شکست
اور
اسلام کی فتح

حیدرآباد میں آریہ سماج ۳۵ سال سے قائم ہے۔ لیکن کبھی سماج کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ غیر مذاہب کی نسبت کچھ کہے۔ لیکن اس سال عقیقت سے اپنے جلسہ سالانہ سے تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے پنڈت رامچندر جی دہلوی کو حیدرآباد بلا کر متعدد لیکچرز کرائے۔ جن میں دیگر مذاہب پر عموماً اور اسلام پر خصوصاً اعتراضات کئے گئے۔ پھر آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسہ کی تقریب میں جو ۱۸ مارچ سے شروع ہوا۔ پنڈت رامچندر جی و دھرم بھکشو جی کو بلایا۔ مگر صرف پنڈت رامچندر جی آئے۔ شہر میں بڑے بڑے پوسٹروں کے ذریعہ دعوت عام دی گئی۔ جلسہ کے مقررہ چار دن دنوں میں شنکا سمادھان کے لئے وقت مقرر کیا۔ خاکسار اور مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی ویدوں کے نزول اور روح و مادہ کے متعلق متواتر دو دن پنڈت جی سے سوالات کرتے رہے۔ اور ان کی پہلی تقاریر کے اعتراضات کے جوابات بذریعہ ٹریکٹ دیئے گئے۔ جن کو آریہ سماج کی جلسہ گاہ کے باہر تقسیم و فروخت کیا گیا۔ ان کا اثر بفضلہ تعالیٰ عموماً عوام الناس پر اور خصوصاً کالج کے طلباء پر نہایت عمدہ پڑا۔ جلسہ کے دوسرے دن دھرم بھکشو بھی حیدرآباد وارد ہوئے۔ انہوں نے اسلام اور بانی اسلام پر نہایت دریدہ دہنی سے حملے کئے۔ اسی دن مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل بھی تشریف لائے۔ ہماری طرف سے مولوی صاحب کے تشریف لانے اور شنکا سمادھان کرنے کی اطلاع مقامی اخبارات میں شایع کرا دی گئی۔ ۲۰ و ۲۱ مارچ کو شنکا سمادھان کے وقت لوگ کافی تعداد میں موجود تھے۔ مولوی صاحب نے بقیہ دونوں دن بحیثیت نمائندہ انجمن اتحاد المسلمین۔ ویدک دھرم اور تناسخ پر دو زبردست مباحثات کئے۔ پنڈت دھرم بھکشو سوائے اس کے کہ وقت ختم کرنے کے لئے واہی تباہی باتیں کرتے رہے۔ پیش کردہ سوالات کا کوئی جواب نہ دیا۔

۲۲ مارچ کو جمشید ہال سکندرآباد میں اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ پر مولوی صاحب کی تقریر ہوئی۔ چونکہ آریوں کو دعوت دی گئی۔ اور سوالات کے لئے موقعہ دیا گیا تھا۔ پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے سوالات کئے۔ مگر یہاں بھی انہوں نے اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضایع کیا۔ جب مولوی صاحب نے از خود نیوگ کا مسئلہ چھیڑا۔ تو دھرم بھکشو نے کہا جس طرح بیٹی غیر کو دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح بیوی بھی دیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ پنڈت دھرم بھکشو نے احمدیوں

37

مطالبۂ حلف سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرار

ایک نیا اشتہار

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہماری جماعت کے مطالبۂ حلف کے جواب میں ایک اشتہار شائع کیا جسمیں تحریر کرتے ہیں ”قادیانی مذہب کے بانی نے جو رنگ نکالے اور اختیار کئے۔ وہ باخبر ناظرین سے مخفی نہ ہونگے۔ پہلے مجدد بنے۔ پھر مثیلِ مسیح بنے۔ پھر مسیح موعود ہوئے۔ مہدی بنے۔ کرشن جی ہوئے۔ ان دعاوی پر پہلے نقلی دلائل سے بحث کرتے رہے پھر روحانیت سے کام لینے لگے۔ یہاں تک کہ آخری حربہ ان کا وہ دعا ہے۔ جو بصورتِ اشتہار شائع کیا“ (اہلحدیث ۲۶ اپریل)

ارتقاءِ نبوی

مگر یہ الفاظ لکھتے ہوئے مولوی صاحب کو یاد نہ رہا۔ کہ خود رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنے مقامِ بلند کا انکشاف یکدم نہیں ہوا تھا۔ بلکہ تدریجاً اور آہستہ آہستہ ہؤا۔ چنانچہ ابتداء میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو صرف ایک از انبیاء خیال فرمایا کرتے تھے۔ اور اپنی افضلیت کا قطعاً کوئی دعویٰ نہ فرماتے تھے۔ بلکہ صحیح احادیث سے یہاں تک ثابت ہے۔ کہ مدینہ میں ایک صحابی نے کسی یہودی کے سامنے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بیان کیا۔ کہ آپ حضرت موسٰی علیہ السلام سے درجہ میں افضل و برتر ہیں۔ جب رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا۔ تو آپؐ اس صحابی پر سخت ناراض ہوئے۔ اور اُسے ایسا کہنے سے روک دیا۔ مگر آخر وہ زمانہ بھی آگیا۔ جبکہ خود حضورؐ نے اپنی زبان سے فرمایا۔ لو کان موسٰی و عیسٰی حیّین لما وسعہما الا اتباعی۔ یعنی اگر موسٰیؑ و عیسٰےؑ علیہما السلام بھی زندہ موجود ہوتے۔ تو انہیں بجز میری اطاعت کے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔

اِسی طرح جب ایک دفعہ کسی صحابی نے آپؐ کو سیّد البشر کہا۔ تو آپؐ نے اسے روکدیا۔ اور فرمایا۔ ذاك ابراھیم۔ سیّد البشر تو ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ مگر دوسرے وقت خود آپ نے فرمایا۔ انا سیّد ولد اٰدم۔ یعنی میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔ پس اگرچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداء سے ہی افضل الرسل اور سیّد ولد آدم تھے۔ مگر اس کا انکشاف آپ پر آہستہ آہستہ ہؤا۔ اور جس طرح آپ پر اپنے مقام کا انکشاف تدریجاً اور آہستہ آہستہ ہؤا۔ اسی طرح آپ پر انوارِ الٰہیہ بھی یکدم نازل نہیں ہوئے۔ بلکہ آہستہ آہستہ۔ چنانچہ سب سے پہلے آپؐ پر رویائے صادقہ کا دروازہ کھولا گیا۔ اور قریباً چھ ماہ تک سچی خوابوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد غارِ حرا میں آپؐ کے پاس الٰہی رسول آیا۔ اور بعد ازاں ”فترۃ“ کا زمانہ آگیا۔ اور اس ”فترۃ“ کے بعد پھر سلسلۂ وحی جاری ہؤا۔

اِسی طرح تبلیغِ رسالت میں بھی ابتداءً آپؐ نے عام تبلیغ شروع نہیں فرمائی۔ بلکہ صرف اپنے دوستوں اور عزیزوں تک اسے محدود رکھا۔ اور قریباً تین سال تک خفیہ طور پر فرضِ تبلیغ ادا فرماتے رہے۔ اس کے بعد حکمِ الٰہی سے آپؐ نے کھلی تبلیغ کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ مگر اس زمانہ میں بھی آپؐ کا دائرۂ عمل صرف مکہ والوں تک محدود رہا۔ پھر ایک مدت کے بعد آپؐ نے اپنی توجہ دیگر قبائلِ عرب کی طرف پھیری چنانچہ طائف کا سفر اسی تبدیلی کا نتیجہ تھا۔ اور آخر مدینہ میں آکر آپ نے سلاطینِ عجم کے نام تبلیغی مراسلات بھیجے اور اسود واحمر کو پیغامِ الٰہی پہنچا دیا۔

پس جس طرح رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے مقام کا انکشاف تدریجاً ہؤا۔ اور جس طرح آپ نے آہستہ آہستہ اپنے تبلیغی میدان کو وسعت دی۔ بعینہٖ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اپنے مقام کا انکشاف آہستہ اور تدریجاً ہؤا۔ اور کسی دانا شخص کے نزدیک جو سنت اللہ سے واقفیت رکھتا ہو۔ یہ تدریجی ترقی ہرگز قابلِ اعتراض نہیں ٹھہر سکتی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اگر آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ تو ان کا پہلا اعتراض خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پر پڑتا ہے۔

آخری فیصلہ

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

”آخری حربہ ان کا (یعنی حضرت مرزا صاحب کا) وہ دعا ہے۔ جو بصورتِ اشتہار شائع کیا جس کا نام ہے ”آخری فیصلہ“ اِس آخری فیصلہ میں انہوں نے دعا کی۔ کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں مر جائے اس کے بعد جو واقعہ ہؤا۔ وہ ہر ایک مسلم اور غیر مسلم کو معلوم ہے۔ کہ مرزا صاحب انجہانی ہوگئے۔ اور ثناء اللہ آجتک بحکمِ الٰہی اینجہانی ہے“

بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پاگئے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب آجتک بقیدِ حیات ہیں۔ مگر کیوں؟ صرف اس لئے کہ خود اُن کا تسلیم شدہ یہ اصول تھا۔ کہ ”خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مُہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں“ (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

پس خدا نے انہیں جھوٹا۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان ثابت کرنے کے لئے زندہ رکھا۔ تا وہ اپنے مقرر کردہ اصل کے ماتحت دنیا میں اچھی طرح شہرت حاصل کر لیں۔

مولوی صاحب نہایت ڈھٹائی سے اسے صرف ”دُعا“ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ متعدد مرتبہ خود اسے ”دُعائے مُباہلہ“ کہہ چکے ہیں۔ جیساکہ گذشتہ مضمون میں دلائل بیّنہ سے ثابت کیا جا چکا ہے پس مولوی صاحب اگر اس دعائے مباہلہ کو اس وقت منظور کر لیتے۔ تو انہیں بہت جلد اپنے کئے کا بدلہ ملجاتا۔ اور روز روز کا جھگڑا ختم ہو جاتا۔ مگر جب انہوں نے اسوقت صاف تحریر کر دیا۔ کہ ”یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے“ تو آج بھلا کس طرح وہ اسی غیر منظور تحریر کو اپنی تائید میں پیش کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ایسی سیدھی بات سمجھنے کی بھی وہ قابلیت نہیں رکھتے۔ فما لھؤلآء القوم لا یکادون یفقھون حدیثًا

مطالبۂ حلف کا ذکر

مولوی ثناء اللہ صاحب اِس اشتہار میں مطالبۂ حلف کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

”اس کے بعد مرزائی اُمت نے یہ اُپچ نکالی کہ مولوی ثناء اللہ مؤکّد بعذاب میعادی ایک سال قسم کھائے جس میں ذکر ہو۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو ایک سال تک مجھ پر اور میرے عیال پر عذاب نازل ہو۔ اس قسم پر بھی انعام کا وعدہ کیا گیا۔ مَیں نے اس کے جواب میں کہا کہ انعام پر قسم کھاؤں تو تم لوگ کہو گے۔ طمعِ زر میں قسم کھائی ہے۔ اِس لئے میں بغیر وصولِ زر کے قسم کھاتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب اپنے دعوئے الہام میں جھوٹے تھے“

کیسی خطرناک دھوکا دہی ہے۔ جو ان الفاظ میں مولوی صاحب نے کی ہے۔ ہمارا بیشک اُن سے حلف کا مطالبہ تھا۔ اور ہمنے بیشک اس پر انعام بھی مقرر کیا۔ مگر آخر کونسے الفاظ میں خود مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں۔

”یہ مرزائی اُمت نے یہ اُپچ نکالی۔ کہ مولوی ثناء مؤکّد بعذاب میعادی ایک سال قسم کھائے۔ جس میں ذکر ہو۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو ایک سال تک مجھ پر اور میرے عیال پر عذاب نازل ہو“

اب بتلاؤ۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے پوچھو انہوں نے ہماری مطلوبہ اور مجوزہ قسم کیوں نہ اُٹھائی۔ اور کس لئے

اپنے تجویز کردہ الفاظ میں انہوں نے قسم کھائی۔ کیا ہمارے الفاظ انکے سامنے موجود نہیں تھے۔ پھر انہیں کیا ہو گیا کہ وہ ہمارے مقرر کردہ الفاظ اپنی زبان سے نہ نکال سکے۔ کیا یہ کھلا اور بیّن ثبوت اُن کی بزدلی اور نفاق پر نہیں ہے اور کیا اس کی صرف ایک ہی وجہ نہیں ہے۔ اور وہ یہ کہ مولوی صاحب خوب جانتے ہیں کہ میرا ایسی مؤکد بعذاب حلف اُٹھانے کے بعد دنیا میں جینا محال ہے۔ ورنہ اگر ہمت تھی۔ اور اپنے عقیدہ کی سچائی کا انہیں یقین تھا۔ تو کیوں انہوں نے مطلوبہ قسم نہ اُٹھائی۔ کیسی حیرت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں۔

"۱۹۲۳ء میں میں حیدر آباد دکن گیا۔ تو وہاں کے مرزائیوں نے حلف طلبی کا اشتہار دیا۔ اور دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ لکھا۔ مضمون یہ تھا۔ مولوی ثناء اللہ حلف اٹھائیں۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو ایک سال تک مجھ پر عذاب نازل ہو جس کے جواب میں میں نے عام جلسہ میں اعلان کیا۔ کہ میں اِس قسم کے حلف یہاں بھی اٹھانے کو طیار ہوں۔"

اب مولوی صاحب تبلائیں۔ کیا ان کا یہ کہنا۔ کہ "میں اس قسم کے حلف یہاں بھی اٹھانے کو طیار ہوں" ظاہر نہیں کر رہا۔ کہ وہ ایسی مؤکد بعذاب قسم ایک دفعہ پہلے بھی کہیں اُٹھا چکے ہیں۔ اور اگر یقیناً اس سے یہی ثابت ہوتا ہے تو ہمارا انہیں چیلنج ہے۔ کہ وہ ثابت کریں کہ انہوں نے فلاں موقع پر ایسی مؤکد بعذاب حلف اٹھائی تھی۔ اور اگر وہ ثابت نہیں کر سکتے۔ اور ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جھوٹ بولنے والوں کے لئے خدا کا یہ بہت بڑا وعید ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"میں پشاور گیا۔ تو وہاں کی جماعت مرزائیہ نے حلف طلبی کا اشتہار دیا۔ ان کو بھی وہی جواب دیا گیا۔ کہ آئے دن کی حلف اخذی بیکار ہے۔ اس طرح تو ہر مقامی جماعت مرزائیہ مجھ سے حلف طلب کرتی رہیگی۔ خلیفہ قادیان میرے سامنے آئیں۔ تو میں نئے سرے سے حلف اُٹھا سکتا ہوں۔"

معلوم نہیں۔ مولوی صاحب متواتر جھوٹ بولتے ہوئے اپنی طبیعت میں کیوں شرم محسوس نہیں کرتے۔ اور وہ کس لئے خدا کے وعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا خوف اپنے دل میں پیدا نہیں کرتے۔ کیا ان کا یہ کہنا کہ "میں نئے سرے سے حلف اٹھا سکتا ہوں" ثابت نہیں کرتا۔ کہ گویا وہ پہلے بھی کسی جگہ ایسی مؤکد بعذاب حلف اُٹھا چکے ہیں۔ پھر کیوں وہ لوگوں کو نہیں بتلاتے۔ کہ میں نے فلاں موقعہ پر اس طرح مؤکد بعذاب حلف اٹھائی تھی۔ مگر جب کہ ایک دفعہ بھی انہوں نے باوجود ہزاروں تقاضوں کے ایسی حلف نہیں اٹھائی۔ تو بھرے جلسوں میں ان کا متعدد مرتبہ جھوٹ بولنا کہاں کا تقویٰ اور دیانت ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی قسم

مولوی صاحب نے اس اشتہار کے اوپر بخط جلی یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"خدا کی قسم۔ میں مرزا صاحب قادیانی کو الہامی دعویٰ میں سچا نہیں جانتا۔" مگر ان کی ایسی قسم ہمارے مطالبہ کے صریح خلاف ہے۔ ہم نے کبھی ایسی حلف کا ان سے مطالبہ نہیں کیا۔ اگر وہ سچے ہیں۔ تو کسی ایک تحریر سے ہی ایسا ثبوت دکھائیں۔ ہمارا مطالبہ ان سے مؤکد بعذاب حلف کا ہوتا ہے۔ اور یہی وہ موت کا پیالہ ہے۔ جس کے پینے سے انہوں نے ہمیشہ انکار کیا۔ ورنہ ایسی معمولی حلف ہمارے مدعا کے صریح مخالف ہے۔ یوں تو ایک یہودی بھی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ رسالت میں راست باز انسان نہ تھے۔ پھر کیا ایسی قسم کھانے سے وہ حق پر سمجھا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس بعینہٖ اُسی طرح اگر مولوی صاحب بھی ہزاروں مرتبہ ایسی قسم اٹھائیں۔ تو انکی وہ حلف ہرگز ان کی سچائی کی دلیل نہیں ٹھیر سکتی۔

مولوی ثناء اللہ کا آخری جواب

مولوی صاحب چونکہ ہماری جماعت کے متواتر ایسے کٹھن مطالبات کو سُن سُن کر سخت تنگ آ گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنا آخری جواب اس اشتہار کے ذریعہ جو شائع کیا ہے۔ وہ احباب کی واقفیت کے لئے نیچے درج کیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"مرزائی لوگ محض کج ادائی سے بار بار حلف اور قسم کا ذکر کر کے مخلوقِ خدا پر حقیقت مکدّر کرتے رہتے ہیں۔ بدیں وجہ اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے آخری بات لکھ دیتا ہوں۔ کہ مجھ سے میرے عقیدے اور مرزا کے کذب پر حلف اٹھانے کے لئے خلیفہ صاحب قادیان سامنے آئیں۔ اور یہ اقرار لکھدیں۔ کہ مدتِ معینہ میں اگر میں (ثناء اللہ) ہلاک نہ ہوا۔ تو مقررہ مدت گذرتے ہی وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو جھوٹا اور مجھے سچا جانکر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔ ناظرین انصاف کیجئے۔ کہ میرا یہ جواب کیسا صحیح ہے۔"

افسوس مولوی صاحب نے نہایت شرمناک بالکل عامیانہ بہانے کی آڑ لیکر مؤکد بعذاب حلف سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہا ہے۔ اور خوئے بد را بہانہ ہا بسیار کے مطابق ایسے طریق سے فرار اختیار کیا ہے جس سے جُہلاء سمجھیں۔ کہ آپ بالکل دعوتِ حلف کو منظور کر رہے ہیں۔ مگر عقلاء کے نزدیک ان کے ایسے مکر و فریب صریح ان کی ہزیمت کا ثبوت ہیں۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کسی جماعت کے واجب الاطاعت امام ہیں۔ اور کیا ان کی شخصیت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جیسی شخصیت ہے۔ جبکہ یہ دونو باتیں ان میں مفقود ہیں۔ تو ان کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو خطاب کرنا نہایت ہی تعجب انگیز امر ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے بارہا مولوی صاحب کو بتلایا ہے۔ کہ ہماری طرف سے مؤکد بعذاب حلف میں ہرگز کسی معین عذاب کے نزول کا ذکر نہیں۔ اور نہ ہی کوئی خاص میعاد مقرر ہے۔ بلکہ اگر سال بھر کی میعاد حلف میں لگائی بھی گئی ہے۔ تو وہ صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایک اپنی تحریر کے مطابق ہے۔ ورنہ ہم تو بلا کسی شرط کے مؤکد بعذاب حلف چاہتے ہیں۔ اور نتیجہ کو حوالہ بخدا کرتے ہیں اور جبکہ بلا کسی شرط کے محض مؤکد بعذاب حلف کا ہمارا مطالبہ ہے۔ اور جبکہ ہماری طرف سے ایسی کوئی بھی شرط نہیں ہے کہ سال بھر میں مولوی صاحب پر ضرور عذاب نازل ہو گا بلکہ ہم صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا وعید حلف میں لانا چاہتے ہیں۔ تو مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ "مقررہ مدت گذرتے ہی وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو جھوٹا اور مجھے سچا جان کر میرے ساتھ ہو جائینگے" کس طرح صحیح مطالبہ سمجھا جا سکتا ہے۔

ہم جو کچھ چاہتے ہیں۔ وہ صرف یہی ہے کہ مولوی صاحب ایسی مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں۔ جس میں وہ یہ دعا شائع کریں۔ کہ اگر میں حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا قرار دینے میں غلطی پر ہوں۔ تو خدا مجھے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے وعید کے ماتحت ہلاک کر دے۔ یہ دعا ہم انکے مُنہ سے نکلوانا چاہتے ہیں۔ کسی عذاب کا ذکر نہیں کرتے۔ اور نہ ہی سال یا دو سال کی میعاد مقرر کرتے ہیں۔ اور جبکہ ہم ایسی کوئی بھی شرط اس حلف میں نہیں لگا رہے۔ تو مولوی صاحب کا ایسا مطالبہ کرنا بالکل غیر منصفانہ اور سخت بیہودہ امر ہے۔

مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ کا چیلنج

مگر چونکہ ممکن ہے۔ ہمارے اس جواب سے مولوی صاحب اور ان کے طرفداروں کو یہ کہنے کا موقع ملجائے کہ ہماری شرط کو پورا نہیں کیا گیا۔ اس لئے ہم ان پر حجت قائم کرنے کے لئے انہیں خوشخبری سناتے ہیں۔ کہ اگر وہ بالمقابل ہم سے توبہ کے اعلان کی شرط منوانا چاہتے ہیں۔ تو ہم جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لئے انکی اس

شرط کو بھی بصورتِ حلف نہیں۔ بلکہ بصورتِ مُباہلہ نہایت خوشی سے ماننے کے لئے طیار ہیں۔ اور مباہلہ کوئی ایسی چیز نہیں جس پر مولوی ثناءاللہ صاحب آمادہ نہ ہو سکیں۔ بلکہ وہ لکھ چکے ہیں۔ ”آیت (مباہلہ) پر عمل کرنے کے لئے ہم طیار ہیں اور اب بھی ایسے مباہلہ کے لئے جو آیت مرقومہ (مباہلہ والی) سے ثابت ہوتا ہے۔ طیار ہیں“ (اہلحدیث مورخہ ۲۲ جون ۱۹۰۶ء)

پس جبکہ مباہلہ کرنے کے لئے مولوی صاحب بالکل آمادہ اور طیار ہیں۔ تو اب فیصلہ بالکل آسان ہے۔ اُٹھو اور ہم سے مباہلہ کر لو۔ اگر مباہلہ کرنے کے بعد بھی تم پر عذاب نہ آیا۔ تو یقیناً ہم جھوٹے ہونگے۔ اور اس مباہلہ کی صورت میں جس قدر آدمی تمہاری طرف سے اپنے عقائد سے توبہ کر کے احمدیت میں داخل ہونے کے لئے اپنے نام ہمارے مقتداء کے حضور قبل از مباہلہ پیش کر دینگے۔ اسی قدر ہماری طرف سے بھی احمدیت سے توبہ کرنے کا عہد کرنے والے لوگ تمہارے پیشرو کے پاس قبل از مباہلہ اپنے نام شائع کر کے بھیج دینگے۔

دیکھو اور غور کرو۔ یہ کیسا اچھا فیصلے کا طریق ہے۔ اگر تمہاری مباہلے پر آمادگی اور خواہش ہو۔ تو آؤ۔ ہر دو فریق کے ہمخیالوں کی ایک جماعت فریق مخالف کے لیڈر کو یہ لکھکر دیدے کہ اگر اس میعاد کے اندر اندر فریق مخالف پر عذاب نہ آیا۔ تو ہم اپنے مذہب سے توبہ کر لینگے۔ اور دوسرے فریق کے مذہب میں داخل ہو جائینگے۔ پس اس صورت میں جس قدر آدمی تمہاری طرف سے ایسا عہد لکھکر ہمیں دیدینگے۔ اسی قدر آدمی ہماری طرف سے بھی ایسا عہد لکھکر تمہیں دیدینگے۔

پس اب جبکہ ہم نے تمہاری اس شرط کو بھی قبول کر لیا ہے۔ تو اُٹھو اور طیار ہو جاؤ۔ اور اپنے اخبار اہلحدیث کے ذریعے ایسے لوگوں کے نام مع مفصّل پتوں کے شائع کرو۔ اور پھر تاریخ اور مقامِ مباہلہ بتراضیٔ فریقین مقرر کر کے اللہ تعالےٰ کے چمکتے ہوئے نشانات مشاہدہ کرو۔

ہمارا چیلنج ہے۔ اور جب تک تم زندہ ہو ہماری طرف سے کھُلا چیلنج ہے۔ کہ اگر حق و باطل میں امتیاز کا تمہیں شوق ہو۔ تو آؤ ہم سے مباہلہ کر لو۔ تمہیں پتہ لگ جائیگا۔ کہ خدا ہاں آسمان و زمین کا خدا کس فریق کے ساتھ ہے۔ اور کس ظالم فریق پر اُس ذوانتقام خدا کا قہر بھڑک اٹھتا ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

(خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان دارالامان)

فتنۂ مستریاں کے خلاف انجمن انصاراللہ کا غیر معمولی جلسہ

اہم قراردادوں کی منظوری

انجمن انصاراللہ قادیان دارالامان کا ایک اجتماع فتنۂ مستریان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کیلئے ۱۱ اپریل زیر صدارت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب منعقد ہوا۔

تلاوت کے بعد مولانا موصوف نے مختصر صدارتی تقریر کی اس کے بعد آپ نے جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کو پہلا ریزولیوشن پیش کرنے کیلئے کہا۔ مولوی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ گورنمنٹ نے ابھی تک اسطرف کوئی توجہ نہیں کی۔ جو نہایت افسوسناک امر ہے۔ اگر گورنمنٹ نے اپنی ذمہ واری کی طرف توجہ نہ کی تو گورنمنٹ کو نقصان ہوگا۔ یہ جماعت اپنی حفاظت آپ کر سکتی ہے۔ اس کا محافظ خدا ہے نہ کہ گورنمنٹ کی حفاظت پر یہ جماعت قائم ہے۔ اسکے بعد آپ نے یہ ریزولیوشن پیش کیا۔ جو بالاتفاق پاس ہوا۔

پہلا ریزولیوشن

”ہم تمام ممبران انجمن انصاراللہ جو اسجگہ جمع ہوئے ہیں متفقہ طور پر مباہلہ کے اس شرمناک اخلاق و انسانیت سے گرے ہوئے اشتعال انگیز اور مفتریانہ پروپگنڈا کے خلاف اپنے انتہائی غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں۔ جو کہ اخبار مباہلہ نے حضرت امام جماعت احمدیہ اور آپکے اہل بیت اور بزرگان سلسلہ کے خلاف فحش اور تکلیف دہ اور جذبات کو مجروح کرنیوالے طریق کے ماتحت اختیار کر رکھا ہے اور حال ہی میں اس نے اپنے شرمناک اور حیا سوز رویہ سے لاکھوں انسانوں کے واجب الاطاعت امام اور انکی پاک جماعت کے احساسات کو صدمہ پہنچایا ہے۔ اگر حضرت امام کی تلقین صبر اور تعلیم برداشت نہ ہوتی تو اسوقت تک یقیناً خطرناک نتائج پیدا ہو جاتے۔

دوسرا ریزولیوشن

قاضی محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے نے دوسرا ریزولیوشن پیش کیا۔ جو یہ ہے۔

”یہ نوجوانان انجمن انصاراللہ کا یہ اجتماع غیرت کے فطری تقاضا کے ماتحت اسباب کو بالاتفاق پاس کرتا ہے۔ کہ سلسلہ کی گذشتہ تاریخی روایات اس بات پر شاہد ناطق ہیں۔ کہ اس جماعت نے سلسلہ کے منہ پھٹ مخالفین کے اعتراضات کا جواب معقولیت کے ساتھ دیتے ہوئے انسانیت کا نہایت بہترین مظاہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور اپنے انتہائی صبر و تحمل کا ثبوت دیا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس جماعت میں غیرت کی روح نہیں۔ ہم کھلے طور پر کہہ دینا چاہتے ہیں۔ ہمارے اندر غیرت کا وہ مادہ موجود ہے۔ جو ذلت کے مقابلے پر موت کو ترجیح دیتا ہے“

یہ ریزولیوشن بھی بالاتفاق پاس ہوا۔

تیسرا ریزولیوشن

تیسرا ریزولیوشن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے پیش کیا اور بالاتفاق پاس ہوا۔

”یہ جلسہ اس بات کا صاف صاف اظہار کرتا ہے کہ قادیان کی مقامی پولیس نے متعلقین اخبار مباہلہ کے حیا سوز، امن شکن اور اخلاق کو تباہ کرنیوالے ناپاک اور منافرت انگیز پروپگنڈا کو جیسا کہ صاف ظاہر ہے۔ نہ صرف روکنے کے لئے ابتک کوئی عملی کارروائی نہیں کی۔ بلکہ پولیس عین موقعہ پر اپنی کوتاہی کے ذریعہ انکی جرأت اور شرارت کو پھیلانے کا باعث ہوئی ہے اسلئے ممبران انصاراللہ کا یہ اجلاس افسران پولیس کو اس طرف توجہ کرنیکی تحریک پیش کرتا ہے کیا گورنمنٹ کا یہ فرض اولین نہیں کہ وہ مذہبی اور امن و شرافت پسند جماعت کے پیشوا کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔ کیا ہم اس بات کی توقع رکھیں کہ گورنمنٹ آیندہ خود اپنے فرض کو سمجھے گی۔ اور آیندہ کسی کے جگانے کی منتظر نہ رہے گی“

چوتھا ریزولیوشن

چوتھا ریزولیوشن شیخ یوسف علی صاحب بی اے سکرٹری انجمن انصاراللہ کی طرف سے پیش کیا گیا۔ جسے حاضرین نے بالاتفاق پاس کیا۔

”ہم ممبران انجمن انصاراللہ حکومت کو اسکی اس لگاتار اور خرمن امن کو برباد کرنے والی روش کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ اپنی ذمہ واری کو سمجھتے ہوئے اسکا جلد سے جلد سد باب کریگی۔ ورنہ اگر کوئی ناگوار حادثہ واقع ہوا۔ تو اس کی تمامتر ذمہ واری گورنمنٹ پر ہوگی۔ کیونکہ متعلقین اخبار مباہلہ کی اشتعال انگیزی اس حد تک ترقی کر گئی ہے۔ کہ اب آب از سر گزشت والا معاملہ ہو گیا ہے۔

پانچواں ریزولیوشن

پانچواں ریزولیوشن ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے نے پیش کیا

”یہ اجتماع بالاتفاق پاس کرتا ہے۔ کہ پاس کردہ ریزولیوشنوں کی اطلاع گورنر پنجاب۔ چیف سکرٹری پنجاب۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھیجی جائے“

غیر مبایعین کو جہلم میں پے در پے ذلتیں

پچھلے دنوں غیر مبایعین جہلم نے ایک اشتہار کے ذریعہ اپنے جلسہ کا اعلان کیا۔ جس کے آخر میں انہوں نے عیسائیوں اور آریوں کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کو بھی سوال وجواب کا موقعہ دیا اور لکھ دیا۔" تقریر کے اختتام پر کسی آریہ سماج کے نمائندہ اور قادیانی اصحاب اور عیسائی صاحبان کو سوال وجواب کا موقعہ دیا جائے گا"۔ باوجودیکہ ان منکرین خلافت نے بارہا اختلافی مسائل میں زک اٹھائی ہے مگر چونکہ انہیں عام مسلمانوں کو خوش کر کے اُن سے روپیہ بٹورنا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ چھیڑ خانی کرتے رہتے ہیں۔ اور اس وقت جبکہ اسلام کی نازک حالت کی وجہ سے ہر خیر خواہ اسلام اپنی طاقت مخالفین کے جواب دینے میں خرچ کرنا چاہتا ہے۔ ان کو باہمی خانہ جنگی اور شرارت ہی سوجھتی ہے۔ خدا تعالیٰ بھی انہیں ہر مقام پر ذلت دکھاتا ہے۔ مگر یہ لوگ اپنی ڈھٹائی سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ ناظرین کرام جہلم کے حالات سے ان کے بدترین حالات کا اندازہ کر سکیں گے۔ جلسہ کے موقعہ پر جو اُنہیں ذلتیں اٹھانی پڑیں ان کی تفصیل یہ ہے:۔

پہلی ذلّت

اشتہار مذکورہ بالا کی اشاعت کے بعد جب انہیں معلوم ہوگیا۔ کہ جماعت احمدیہ مناظرہ کے لئے بالکل تیار ہے۔ تو جھٹ دُوسرا اشتہار شائع کر دیا۔ اور لکھ دیا۔"جلسہ میں ہمارے پاس مناظرہ وغیرہ کے لئے کوئی وقت نہیں۔ دوران جلسہ کسی صاحب کو سوال یا مناظرہ کرنے کا حق نہ ہوگا"۔

کجا آں شورا شوری۔ کجا ایں بے نمکی

دُوسری ذِلّت

خدا تعالیٰ نے انہیں دوسری ذلت یہ نصیب کی۔ کہ مدثر شاہ صاحب نہ آسکے جس کی وجہ یہ بیان کی گئی۔ کہ اُن کے مکان کو آگ لگ گئی۔ اُن کے نہ آنے پر وہ مضمون جس پر ان کو ناز تھا۔ بیان ہی نہ ہوسکا۔

تیسری ذلّت

اُس اختلافی مسئلہ کو جسے پیش کر کے ان لوگوں نے مسلمانوں کو خوش کرنا تھا۔ اور اُن کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنا تھا۔ بزعم خود اس زبردست مسئلہ کو پبلک میں پیش کرنے کی نہ حضرت امیر کو جرأت ہوئی۔ نہ کسی وزیر کو۔ نہ کسی ایرے غیرے کو۔ اس طرح انہیں تیسری ذلت حاصل ہوئی۔

چوتھی ذِلّت

بطور کلنک کے ٹیکے کے انہیں چوتھی ذلت خدا نے یہ نصیب کی۔ کہ انجمن اہلحدیث جہلم نے ان کے دجل و فریب کو بذریعہ پبلک اشتہار طشت ازبام کر دیا۔ کہ ہم" بذریعہ تحریر ہذا عام پبلک کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حقیقی دعوے کی مبلغ۔ سچی مرید اور حقیقی پیروی کرنے والی منحوسہ ہستی پر کوئی جماعت ہے۔ تو وُہ قادیانی پارٹی ہے۔ اس کے سوا جس قدر لوگوں کو مرزا جی سے تعلق ہے۔ وُہ اپنے حقیقی ایمان کا اظہار نہیں کرتے۔ خواہ وہ لاہوری مرزائی ہیں یا فیروزپوری اور جو کچھ وُہ اشاعت اسلام کے بہانہ سٹیجوں پر بیان کرتے ہیں محض عامۃ المسلمین کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے بیان کرتے ہیں"

کس قدر ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کہ جن لوگوں کو خوش کرنے آئے تھے۔ وہی دھتا جاتے ہیں۔ جن سے چندہ وصول کرنا چاہتے تھے۔ اور بقول مولوی صدرالدین صاحب انہی موٹر کو دھکا لگوانے آئے تھے۔ انہی کی طرف سے اعلان ہوگیا۔ کہ یہ لوگ دھوکہ دیتے ہیں۔

پانچویں ذِلّت

پانچویں ذلت جو انہیں اٹھانی پڑی۔ وُہ یہ تھی۔ کہ انجمن اہلحدیث نے اسی اشتہار میں ان منکرین خلافت حقہ کو چیلنج دیا۔ اور لکھا۔" ہم جماعت مرزائیہ لاہوریہ کو چیلنج دیتے ہیں کہ وُہ" نبوت مرزا صاحب" پر ہم سے باقاعدہ مناظرہ کرے

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین"۔

اس زبردست چیلنج کا جواب بجز سکوت کے کچھ نہ دیا۔ اور اپنے عقائد کو پبلک میں شائع ہونے سے جو ذلت انہیں ملنی تھی۔ اُسے وُہ جانتے تھے۔ اس لئے انہیں جرأت نہ ہوئی کہ وُہ مناظرہ منظور کریں۔ تمام مسلم و غیر مسلم پبلک میں ان کے اس" فرار" کی وجہ سے چہ میگوئیاں ہو کر وہ جس ملامت و حقارت کا تختہ مشق بنے۔ وُہ کچھ ان کے دل ہی جانتے ہیں۔

چھٹی ذِلّت

انہیں مخالفت حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کے نتیجے میں چھٹی ذلت یہ پہونچی۔ کہ ہماری طرف سے" اہل پیغام کی دو رنگی" غیر احمدیوں کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا فتوے" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ جس میں ہم نے بتایا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب غیر احمدیوں کو فاسق سمجھتے ہیں۔ اور فاسق بموجب بعض آیات قرآنیہ کافر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ اس فتوے کے متعلق انہوں نے کوئی روشنی نہ ڈالی۔ جس سے غیر احمدیوں کو ان کے اندرونہ کا علم ہوگیا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ ایک طرف یہ ہمیں فاسق کہتے ہیں۔ اور دوسری طرف ہم سے چندہ مانگتے ہیں۔ اور ہمیں بھائی قرار دیتے ہیں۔ یہ دورنگی پُوری منافقت ہے۔ اسی اشتہار میں ہم نے بتایا تھا۔ کہ اہل پیغام نے حلفیہ اعلان کے ذریعہ پبلک پر واضح کیا تھا۔ کہ" ہم حضرت مسیح موعود کو نبی۔ رسول۔ نجات دہندہ سمجھتے ہیں"۔ مگر آج مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقاء اُن کو معمولی مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ اس حوالہ کا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ نہ تحریری نہ تقریری۔ جس کی وجہ سے اُن کی منافقت بلکہ ارتداد کا پبلک کو پُورا پُورا علم ہوگیا:۔

ساتویں ذِلّت

ساتویں ذلت ان اشتہاروں کے نتیجے میں یہ پہونچی۔ کہ بوکھلاہٹ کی وجہ سے وہ اپنے پروگرام کو بالکل تبدیل کر گئے مولوی محمد علی صاحب و مولوی صدرالدین صاحب کسی کی تقریر بھی اپنے وقت پر نہ ہُوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ کسی لیکچرار کے وقت بھی مجمع زیادہ نہ ہوسکا۔

آٹھویں ذِلّت

آٹھویں ذلت یہ ہوئی۔ کہ انہوں نے" خلیفہ قادیان کا اصلی مذہب" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا۔ اور اس میں دو حوالے کتر وبیونت کر کے پیش کئے۔ اس کے جواب میں فوراً ہی ہماری طرف سے اشتہار شائع ہُوا۔ جس میں" اہل پیغام کا سابقہ مذہب" " امیر اہل پیغام اور مسئلہ ختم نبوت" " تمام اہل پیغام کے حلفیہ اعلانات" " اہل پیغام کی یہودیانہ تحریف" " بہترین طریق فیصلہ اور چیلنج مباہلہ" " چیلنج مناظرہ" مختلف چھ سُرخیوں کے ماتحت ان کے حوالجات پیش کرتے ہُوئے ان کے تمام رازوں کو طشت ازبام کیا:۔

جب یہ اشتہار اُن کی امید کے برخلاف معاً اُن کے اشتہار کے جواب میں نکلا۔ تو وُہ وقت ایک عجیب تھا۔ پیغامی کیمپ پر ایک مصیبت نازل ہو گئی۔" خسر معظم" کبھی" داماد معظم" کے کانوں میں کچھ کہتے۔ کبھی شیخ قمرالدین کو کہیں دوڑاتے۔ کبھی ادھر اُدھر دَوڑتے پھرتے۔ ادھر مولوی صدرالدین صاحب اپنے ایک لیکچرار کو سکھاتے۔ حوالے والی کتابیں دکھاتے۔ آخر وُہ لیکچرار کما حقہ بیان نہ کرسکا۔ تو مولوی صدرالدین صاحب خود اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ اور ایسے حواس باختہ ہو کر بولے۔ کہ غیر احمدیوں کو بے ایمان وغیرہ کہنے لگے۔ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السّلام کی شان میں نہایت گستاخانہ لہجہ استعمال کیا۔ تاکہ اُن سے مسلمان خوش ہوجائیں۔ لیکن مسلمانوں کا معقول پسند طبقہ ان سے بیزار ہوگیا:۔

نویں ذلت

نویں ذلت جو انہیں پہونچی۔ وہ ان کا بھانڈا ہی پھوڑ گئی یعنی غیر احمدیوں نے بڑے اشتیاق سے ہمارے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کی تقریر کرائی۔ بعینہٖ جس طرح آریوں اور عیسائیوں کے خلاف ہمارے لیکچر سننے کے لئے لوگ بکثرت آتے ہیں۔ ایسے ہی مولوی صاحب کی تقریر میں کثرت سے لوگ شامل ہوئے۔ مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں اول اشتہارات پر روشنی ڈالی۔ اور اُن کے مضامین کو پبلک کے سامنے رکھا پھر مولوی محمد علی صاحب کی تقریروں سے ثابت کیا۔ کہ مولوی صاحب کے سابقہ عقائد بالکل وہی تھے۔ جو اب ہمارے ہیں۔ بعینہٖ انہی الفاظ میں تھے۔ مگر اب مولوی صاحب نے اے مسلمانو صرف تم لوگوں کو خوش کرکے جلب زر کے لئے عقائد بدل ڈالے ہیں۔ عقائد ہی نہیں۔ اعمال بھی بدل ڈالے۔ خود مولوی صاحب بھی اپنی تحریرات میں بدل گئے۔ دیکھو پہلی "النبوۃ فی الاسلام" میں عام مسلمانوں کو فاسق لکھا ہے۔ مگر دوسری "النبوۃ فی الاسلام" میں وہ صفحہ ہی حذف کر دیا۔ پہلے قسم کھا کر اعلان کرتے رہے ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام ہی اس زمانہ میں نبی ہیں۔ اب ان کا ماننا نہ ماننا برابر قرار دیتے ہیں۔ اور یہ بھی بتایا۔ کہ پیغامی لوگ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا باپ مانتے ہیں۔ تمام مسلمان اور ہم احمدی لوگ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ یقین کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اسے کافر اور خارج از دائرۂ اسلام قرار دیا ہے۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کا باپ مانے۔ مگر یہ لوگ باپ مانتے ہیں۔ اور ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کا کیا عقیدہ ہے۔ اور کیا مذہب ہے۔

اس پول کے کھلنے پر مسلمان بہت حیران ہوئے۔ اور اس قدر خوش تھے۔ کہ مرزا مظفر بیگ صاحب پیغامی نے جب لیکچر کے اندر شور ڈالنا چاہا۔ تو خود مسلمانوں نے اُن کو ڈانٹ کر خاموش کر دیا۔

دسویں ذلت

دسویں ذلت جو اُن کے حصے میں آئی۔ وہ یہ تھی۔ کہ جب ہم نے سوال و جواب کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت دیا۔ تو انہوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ اور جب شور مچایا۔ تو تھانے دار نے ان کو اٹھا دیا۔ پھر وہاں سے اٹھ کر ساتھ کی مسجد میں لیکچر دینے لگے تو مسلمانوں نے کہہ دیا۔ کل ہمیں بے ایمان کہتے تھے۔ آج ہماری مسجد میں آئے ہو۔ نکل جاؤ۔ چنانچہ مسلمانوں نے مسجد سے نکال دیا پھر باہر آکر کچھ لوگ جو جمع ہوئے۔ ان کو دوبارہ تھانے دار نے منتشر کر دیا۔

اس طرح بیگ میں دو گوش ناکام و نامراد رہ کر یہ لوگ اپنے گھر واپس ہوئے۔

مخالفت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ کی سزا میں یہ لوگ اس قدر ذلیل ہوئے ہیں۔ کہ مسلمان ان کو منافق۔ جھوٹے۔ دغاباز فریب دینے والے الفاظ سے یاد کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اپنے جلسے کرکے مسلمانوں کو ہم سے بیزار کرنا۔ اور اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کی مشیت اور اس کی قدرت ہر موقعہ پر ان کو ذلت دکھاتی ہے۔ اور ان کی سب کوششیں اکارت جاتی ہیں۔ جتنا یہ مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ اتنا ہی مسلمان ہماری طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ چنانچہ معزز غیر احمدی ۲۵۔ مارچ کی صبح کو ہمارے مولوی صاحب سے ملنے کے لئے آئے۔ اور مختلف باتوں کی تحقیق کرتے رہے۔ کاش یہ لوگ اپنی ذلتوں کو محسوس کریں۔ اور مخالفت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ سے باز آجائیں۔

خاکسار سید زمان شاہ سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ جہلم۔

احمدیہ ایسوسی ایشن کلکتہ کا غیر معمولی جلسہ

فتنہ پرداز لوہاروں کی شرارتوں کے متعلق

(بذریعہ تار)

کلکتہ ۹ر اپریل سنہ ۱۹۳۰ء احمدیہ ایسوسی ایشن کا ایک غیر معمولی اجلاس ہوا۔ جس میں حسب ذیل ریزولیوشنز بالاتفاق رائے منظور ہوئے:۔

(۱) احمدیان کلکتہ کا یہ جلسہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے دیگر مقدس افراد سے اپنی دلی عقیدت اور صادقانہ وفاداری کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان کی عزت و ناموس اور قیمتی جانوں کی حفاظت کے لئے اپنی خدمات جس رنگ میں بھی ان کو ضرورت ہو۔ پیش کرتا ہے۔ اور اس کمینہ متعصبانہ۔ اور حد درجہ دل آزار پروپیگنڈا پر جو قادیان کے مشہور بدقماش لوہاروں اور ان کے حامیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے پاک افراد کے متعلق شروع کر رکھا ہے۔ دلی نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔

(۲) یہ جلسہ ان کارروائیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ جو عرصہ دو سال سے قادیان میں مستریوں کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اور پولیس کی لگاتار بے توجہی خاصکر مذبح کا انہدام اور گزشتہ جمعہ میں عین خطبہ کے وقت مستریوں کی فتنہ انگیزی کو دیکھتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہے۔ کہ پولیس نے اس پر جو کارروا[ئی] کی ہے۔ وہ ناکافی ہے۔ اور پولیس کی نااہلیت پر د[ل]الت [کرتی ہے] اور افسران بالادست کو متوجہ کرتا ہے۔ کہ وہ موقعہ کی نزاک[ت] کو محسوس کریں۔ اور اس معاملہ کی تفتیش اور اس شرارت کے انسداد کے لئے خاص افسر متعین کریں۔

(۳) یہ جلسہ گورنمنٹ کی اس کمزور پالیسی پر اظہار افسو[س] کرتا ہے۔ جو اُس نے ملک کے ہر گوشہ میں قانون شکنی کرنے وا[لوں] اور شورش انگیزوں کے متعلق اختیار کر رکھی ہے۔ یہاں تک کہ وہ "مباہلہ" جیسے گندہ پرچہ کے مفسد ایڈیٹر کو بھی گرفت نہ کرسکی۔ جس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور خاندان نبوت کے معزز افراد کے خلاف نہایت ہی گندے اور اشتعال [انگیز] طریق پر بیہودہ سرائی شروع کر رکھی ہے۔ جن کے وفاد[ار] اور جاں نثار خدام دنیا کے ہر گوشہ میں موجود ہیں۔ اور جنہوں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ایسی گستاخیوں کو ہرگز برداشت [نہیں] کریں گے۔ اور گورنمنٹ کو متنبہ کرتا ہے۔ کہ اگر وہ اس اہم تریں فرض کی ادائیگی سے قاصر رہی۔ جو قادیان کے احمدیوں کی عزت اور جان کی حفاظت کے متعلق اس پر عائد ہوتا ہے تو جو ناگوار واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ اس کی ذمہ واری بھی اس[ی] پر ہوگی۔

منظفر الدین چودھری کلکتہ

جم[...] احمدیہ گوجرہ کا جلسہ

(بذریعہ تار)

گوجرہ۔ ۱۸ر اپریل۔ انجمن احمدیہ گوجرہ نے ایک خاص جل[سہ] میں بالاتفاق رائے حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا۔

جماعت احمدیہ گوجرہ "مباہلہ" قادیان کے ناپاک ا[ور] گندے حملوں اور مفتریانہ اتہامات کے خلاف جو اس نے ہمارے روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ [تعالیٰ] اور حضور کے خاندان کے دیگر افراد پر لگائے ہیں۔ پور[ے] زور سے پروٹسٹ کرتی ہے۔ نیز قادیان کی پولیس کے قابل اعتراض رویہ کی جو اس نے اس فتنہ پردازی کے سلس[لہ] میں اختیار کیا۔ سخت مذمت کرتی ہے۔ اور گورنمنٹ کو ان خوفناک نتائج سے متنبہ کرتی ہے۔ جو ہز میجسٹی کی رعایا کے درمیان منافرت انگیزی کے نتیجہ میں پید[ا] ہوا کرتے ہیں۔ نیز اخبار "زمیندار" لاہور پر اس وجہ سے دلی نفرت و حقارت کا اظہار کرتی ہے۔ کہ اس نے "مباہلہ" کے ناپاک پروپیگنڈا کی تائید کی۔

عبدالعزیز سکرٹری انجمن احمدیہ گوجرہ

وصیّتیں

نمبر ۳۱۵۱:۔ میں حمیدہ بیگم بنت غلام محمد صاحب قوم کشمیری ورک پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۱/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ میری ماہوار آمد ۲۵ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوا کرے گی۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ حمیدہ بیگم معلمہ گرل سکول قادیان۔

گواہ شد۔ سردار بیگم معلمہ گرلز سکول قادیان۔

گواہ شد۔ غلام محمد ہیڈ ماسٹر گرلز سکول قادیان۔

گواہ شد۔ میمونہ صوفیہ معلمہ گرلز سکول قادیان۔

نمبر ۳۱۶۱:۔ میں حسین بی بی زوجہ منشی محمد الدین صاحب احمدی قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۱۹ برس تاریخ بیعت یکم جون سنہ ۱۹۲۸ء ساکن چنند کے راجپتاں ڈاک خانہ خاص تحصیل نارووال ضلع [illegible] بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ [illegible] سنہ [illegible]ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیورات طلائی و نقرئی قیمت چار سو روپیہ۔ حق مہر ۳۲/۱ روپیہ۔ میزان کل مبلغ ۴۳۲ روپیہ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف ضلع گورداسپور کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاویگی۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا موصیہ حسین بی بی حال مقام جوڑا سنگھ ڈاک خانہ میرانپور ضلع شیخوپورہ۔

گواہ شد۔ محمد الدین احمدی خاوند موصیہ مدرس مدرسہ جوڑا سنگھ ۱۵ ۱۲/۲۹

گواہ شد۔ سید لال شاہ احمدی۔ مقام میرانپور ضلع شیخوپورہ ۱۵ ۱۲/۲۹

نمبر ۳۱۰۴:۔ میں سید محمد حسین ولد سید حامد علی شاہ صدر گوگیرہ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ ۷ ۱/۲۹ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۳۲ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کیوقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۷ ۱/۲۹

العبد۔ خاکسار سید محمد حسین زیدی احمدی مدرس گوگیرہ۔

گواہ شد:۔ محمد علی خان احمدی ساکن سٹریٹ حالوارد صدر گوگیرہ۔ گواہ شد۔ بھمو خان باورچی صدر گوگیرہ۔

نمبر ۳۱۶۷:۔ میں سراج الدین ولد گھنا قوم بھٹی پاس پیشہ زمینداری عمر ۲۵ سال بیعت سنہ ۲۵ء ساکن محمود آباد تحصیل خانیوال ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۱۲/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد نصف مربعہ ہے۔ جس کی قیمت تقریباً چار ہزار روپیہ ہے۔ اور دو بیل جن کی قیمت تخمیناً ۱۵۰/- ہوگی۔ فقط۔ ۲۸ ۱۲/۲۹

العبد۔ بقلم خود سراج الدین حال وارد قادیان

گواہ شد۔ بندہ محمد بخش عرائض نویس ملتان۔

گواہ شد۔ شیر خان بقلم خود کلرک ریلوے دفتر ملتان۔ حال وارد قادیان۔

نمبر ۳۱۸۲:۔ میں فقیر محمد ولد میاں یار محمد خان قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال بیعت سنہ ۲۶ء ساکن دہلی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ ۲۸ دسمبر سنہ ۲۹ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے پاس اس وقت نقد للعہ روپے ہیں۔ اور عہ روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ فقیر محمد نائب مدرس مدرسہ چاندنی محل دہلی۔ ایم۔ بی۔ برانچ۔ بقلم خود۔

گواہ شد۔ ڈاکٹر عبد الرحیم احمدی ممتحن چشم کٹرہ سید حسن دہلی۔ گواہ شد۔ محمد عبد اللہ کلرک۔

نمبر ۳۱۶۰:۔ میں سیدہ بیگم زوجہ خان بہادر چودھری محمد الدین صاحب قوم جٹ باجوہ عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۰۸ء ساکن تلونڈی عنایت خان ڈاک خانہ پسرور ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۱۲/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجاویگی۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی ۶۰۰/-

العبد۔ سیدہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد حسین سکرٹری وصایا۔ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد سید ولد خان بہادر چودھری محمد الدین مالیر کوٹلہ۔

نمبر ۳۱۷۷:۔ میں شریفہ بیگم بنت خان بہادر چودھری محمد الدین صاحب قوم جٹ باجوہ۔ عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی عنایت اللہ خان ڈاک خانہ پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ حق مہر ۵۰۰/- ۔ زیور قیمتی ۲۰۰/- ۔ کل ۷۰۰/- ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں ہے مجھے اپنے جیب خرچ کے لئے ۱۰/- روپیہ ملتا ہے۔ عہ روپیہ ماہوار میں بمد وصیت چندہ دیا کرونگی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جاویگا۔

العبد۔ شریفہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد حسین سکرٹری وصایا سیالکوٹ۔ گواہ شد۔ محمد لطیف سب جج انبالہ بقلم خود۔

نمبر ۳۲۰۶:۔ میں محمد علی ولد ماسٹر قمر الدین صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد مبلغ ۳۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کیوقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد۔ موصی محمد علی بقلم خود۔ گواہ شد۔ غلام حسین سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی۔ گواہ شد۔ عبد المجید احمدی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمائی ہوئی

تفسیر القرآن کے متعلق ضروری اعلان

تیس پارے تک چھپکر طیار ہو گئی ہے

جسکے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جلسے چند روز پیشتر برادران سلسلہ کے نام مندرجہ ذیل چھٹی رقم فرمائی تھی۔

" برادران جماعت احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میاں فخر الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر قرآن مختلف کتب سے اکٹھی کر کے شائع کر رہے ہیں۔ یہ کام نہایت مفید اور بابرکت ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس وقت تک احباب نے اس کی طرف پوری توجہ نہیں کی جس کی وجہ سے وہ ادھورا رہ گیا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کام میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ میں بھی انشاء اللہ پانچ جلدیں اس کتاب کی جوں جوں چھپتی جائیگی لیتا جاؤنگا۔"

والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح ثانی ۱۲/۲۹/۱۷

حضور کی اس چھٹی کی بنا پر تفسیر ہذا کے رکے ہوئے کام کو از سر نو شروع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے ۱۶ پارے تک کی تفسیر شائع ہوئی تھی۔ اور اب آگے ۳۰ پارے تک کا حصہ جلسہ کے بعد ہی طیار کر کے شائع کر دیا ہے اس کی قیمت دو روپے ہے۔ گویا کل طیار شدہ تفسیر کی قیمت عـہ ہے۔ جو احباب اب تک اس کے خریدار نہیں بنے۔ وہ فوراً آرڈر بھیجدیں۔ اور جو چند سال پیشتر اس کے خریدار بن چکے ہیں۔ وہ نئے حصے کے وی پی کو وصول کرنے کے لئے طیار رہیں۔ ہاں جن کو تمام حصص نہیں پہنچے کسی کو دوسرے تک اور کسی کو تیسرے چوتھے حصے تک مل چکے ہیں۔ وہ دوست فی الفور اطلاع دیں۔ تاکہ انکو اس نئے حصے کے ساتھ ہی بقیہ حصص وی پی کئے جائیں۔ جو دوست کانفرنس کے موقعہ پر لینا چاہیں۔ وہ بھی فوراً اطلاع بھیجدیں تاکہ انکو وی پی نہ کیا جائے۔

(کتاب گھر قادیان)

طاقت کے انمول موتی

اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ارمان پورے ہوں۔ دل میں اُمنگ ہو طبیعت میں جوش ہو۔ دماغ میں مسرت ہو۔ چہرہ خوش رنگ ہو۔ معدہ مقوی ہو۔ جسم میں ولولے پیدا ہوں۔ گھر کا چراغ روشن ہو۔ تو آج ہی "کنگ آف ٹانکس" جو کہ سونا کستوری اور لیستھین جیسی کئی ایک ادویہ کا مرکب ہے استعمال کریں قیمت ساٹھ گولی سات روپے تیس گولی چار روپے معہ محصولڈاک

تیار کردہ:- فیض عام میڈیکل ہال قادیان دارالامان

دولتمند ہونیکا سُنہری موقعہ

پانچسو روپیہ ماہوار اگر کمانا چاہو۔ تو ہم سے صابن بنانا سیکھ لو فیس ساٹھ روپے کے بجائے پندرہ گلیسرین پیرسوپ کے مانند صابون کی ٹکیہ اور ٹکیہ پر پھول پتی کندہ کرنے کی مشین ہمراہ مفت مگر نام پھول کندہ کرانے کی اُجرت تین روپیہ علیحدہ ہوگی۔ صابون کی تراکیب اور مشین کے ہمراہ ہم اقرار نامہ بھی روانہ کرینگے جس پر لکھا ہوگا۔ اگر ہم بذریعہ تحریر انگریزی و دیسی سرد گرم طریقوں سے بغیر چربی ہر قسم کا صابون اور مثل ولایتی کے سوڈا کاسٹک و سوڈا کرسٹل اور ڈبون کے مانند کورے کھدر کو سفید کرنیکا مصالحہ بنانا نہ سکھا سکے۔ یا اس میں دُگنا منافع نہ ہوا۔ یا بارہ برس کا لڑکا پانچسو روپیہ ماہوار کا مال تیار نہ کر سکے۔ یا مشین میں ایک سے چار اونس تک وزن کی ٹکیہ نہ بن سکی۔ تو یہ صاحب پانچسو روپیہ جرمانہ بذریعہ عدالت ہم سے وصول کرنیکا حق رکھتے ہیں۔ پانچ روپیہ پیشگی وصول ہوئے بغیر تعمیل نہ ہوگی ہر گز ایک آدمی سے زیادہ کو نہ سکھایا جائیگا۔

المشتہر:- ڈاکٹر شفیع احمد پی ایچ۔ ڈی۔ ایڈیٹر رسالہ دستکاری دہلی

۱۸۵

مکرمی! السلام علیکم

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے خرید فرمادیں۔

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ اول درجہ
" " " " درجہ دوم
" " رنگین سُرخ سیاہ و سبز اول درجہ
" " نیٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دو طرفی
" " " " دوم
" " " سوم
بیڈر بلیڈ برائے والی بال
ہاکی سٹکس لیڈر سیون اول درجہ
" " دوم درجہ
" " بونڈ اول
" " " دوم
" " ہاکی سینڈ چمڑہ اول درجہ
" " " " دوم
" " " " سوم
کینوس بال

نظام ہند کو شہر سیالکوٹ

ضرورت ذاتی و تجارت کے لئے نادر موقعہ

(۱) ایک پختہ مکان بہت بڑا اندرون قصبہ بر لب شارع عام رستے کے کنارے پر دو دکانیں ہیں اور اس مکان کے اندر دو مکان رہائشی الگ الگ بنے ہوئے ہیں ان مکانوں کے اندر ایک کنواں بھی ہے عمارت پختہ ہے اور قابل فروخت ہے ایک کنال زمین سی کچھ زائد رقبہ پر یہ مکانات ہیں۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔

۲۔ ایک خوشنما مکان رقبہ ۵ مرلہ دارالفضل میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کے مکان سے قریب سستے داموں پر فروخت ہوتا ہے۔ جو احباب خریدنا چاہیں۔ وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔

م:- معرفت مینیجر صاحب الفضل قادیان

آہنی رہٹ

آبپاشی کیلئے بہترین کم خرچ آلہ

ڈھینگلی، چرسہ، چوبی رہٹ اور دیگر دقیانوسی سامانوں سے مخلصی حاصل کیجیے

ماہران زراعت ان رہٹوں کی پرزور سفارش کرتے ہیں

قیمت لمبھر کپاس اور دوغیرہ

ایم اے رشید اینڈ سنز بٹالہ پنجاب

ہندوستان کی خبریں

——— دہلی۔ ۹ر اپریل۔ دہلی کے تقریباً تمام لیڈر جو تعداد میں ۲۰ تھے۔ زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ گرفتار شدگان میں لالہ دیش بندھو داس۔ ڈاکٹر کرشن تیج۔ لالہ شنکر لال صدر کانگریس کمیٹی۔ مسٹر دیوی داس گاندھی مسٹر ایف۔ ایچ انصاری بیرسٹر ایٹ لاء۔ مسز ستیہ وتی۔ مسز پاربتی دیوی۔ ڈاکٹر چمن۔ مسٹر آصف علی بیرسٹر بھی شامل ہیں:

——— جبل پور۔ ۹ر اپریل۔ بہار سٹیشن سے اطلاع ملی ہے۔ کہ تیسرے درجہ کے ایک مسافر نے چار مسافروں کو گولی سے ہلاک کر دیا۔ کیونکہ وہ اس کے ڈبہ میں سوار ہونا چاہتے تھے:

——— السنہ مشرقیہ اور ورنیکلر زبانوں کے امتحانات سابق اعلان کے خلاف ۸ر مئی ۱۹۳۰ء کی بجائے ۱۲ر مئی ۱۹۳۰ء کو شروع ہونگے۔ السنہ مشرقیہ کے امتحانات صبح کو اور ورنیکلر زبانوں کے امتحانات دوپہر کو ہونگے (رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی)

——— پشاور۔ ۸ر اپریل۔ آج صبح والسرائے ہند اور ان کی جماعت سر نارمن بولٹن چیف کمشنر صوبہ سرحد کی معیت میں موٹر کاروں کے ذریعہ سے افغان سرحد کے معائنہ کے لئے کرم کو روانہ ہوئے۔

——— شیخوپورہ میں یہ منادی کرائی گئی۔ کہ رات کے ۱۰ بجے کے بعد کوئی آدمی گھر سے نہ نکلے۔ حکم کی خلاف ورزی کرنے والا مستوجب سزا سمجھا جائیگا:

——— خالصہ کالج امرتسر کا بم کیس نکل آیا ہے۔ بھائی ادجاگر سنگھ فورتھ ایر۔ بھائی مہر سنگھ فورتھ ایر۔ اور سوڈھی نرنجن سنگھ۔ سیکنڈ ایر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ ادجاگر سنگھ نے شیخی میں آکر اس بم کے مارنے کی بات چیت دوسرے لڑکوں سے کر دی۔ جو سب لڑکوں میں پھیل گئی۔ اور پولیس کو بھی علم ہو گیا۔ اس سے پولیس کو سراغ مل گیا۔ اور اب مقدمہ کا چالان ہونے والا ہے۔

——— کیمپ آٹ۔ ۸ر اپریل جب گاندھی جی ان سینکڑوں استریوں کے پاس پہنچے۔ جو قوانین نمک کی خلاف ورزی کرنے کے لئے منتظر کھڑی تھیں۔ تو آپ نے ان سے ان کی خیر و عافیت دریافت کی۔ اس وقت استریوں نے باری باری گاندھی جی کو پھول، سندور، چاول اور نقدی پیش کی۔ بعض استریوں سے گاندھی جی نے دریافت کیا۔ کہ وہ نمک کی خلاف ورزی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ یقیناً۔ ہم صرف آپ کے حکم کی منتظر ہیں۔ اور ہر ایک کام کے لئے تیار ہیں۔ استریوں نے دلیرانہ جواب دیا۔ جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا۔ اگر کسی نے کسی د[illegible] کے جسم کو ہاتھ لگایا۔ تو تمام ہندوستان میں آگ لگ جائیگی۔ بشرطیکہ ہندوستانی نامرد نہ ہو گئے ہوں۔ مجھے وشواش ہے۔ کہ ہندوستان ایک دیوی کی بھی توہین برداشت نہیں کرے گا:

——— مدراس۔ ۹ر اپریل۔ کولار کے سونے کی کانوں میں جو مزدور کام کرتے ہیں۔ انہوں نے کچھ عرصہ سے اس وجہ سے ہڑتال کی ہوئی ہے۔ کہ حکام ان کے انگوٹھوں کے نشان لینا چاہتے ہیں۔ اور مزدور اس کے لئے تیار نہیں۔ آج ہڑتالیوں نے ایک چوکیدار کا راستہ روک لیا۔ اور خشت باری بھی کی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پولیس کو گولی چلانے کا حکم دیدیا۔ جس سے ۲۴ اشخاص شدید مجروح ہوئے

——— مدراس۔ ۹ر اپریل۔ معاصر "ہندو" کو معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند نے جملہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ جن لوگوں پر سالٹ ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔ ان کو نرم سزائیں دی جائیں۔ اور قید بامشقت کی سزا نہ دی جائے:

——— دہلی۔ ۸ر اپریل۔ حکومت ہند سرحدوں کے استحکام میں مصروف ہے۔ اور اس سلسلہ میں سپہ سالار اعظم افواج ہند بہت جلد نیپال کو جانے والے ہیں۔

——— شملہ۔ ۹ر اپریل۔ مسٹر ایچ۔ ایس کمبر شیر مال محکمہ فوجی مالیات کل انتقال کر گئے۔

——— الہ آباد۔ ۹ر اپریل۔ کل شام رائے بریلی میں جس وقت قانون نمک کی خلاف ورزی کی گئی۔ موتی لال نہرو موقعہ پر موجود تھے آپ نے نصف تولہ نمک کو جو دس والنٹیروں نے تیار کیا تھا۔ نو روپے میں فروخت کیا

——— سرینگر۔ ۱۰ر اپریل۔ گذشتہ ۴۸ گھنٹے سخت بارش ہوئی بارش کے بعد برف پڑنا شروع ہو گئی۔ پچھلے بیس سال کے عرصہ میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ جب اپریل کے مہینہ میں برف باری ہوئی:

——— لاہور۔ ۱۰ر اپریل۔ آج ٹھیک بارہ بجے قانون نمک کی خلاف ورزی کرنے کے لئے سات رضا کار ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر شیخ محمد عالم کی سرکردگی میں بریڈلا ہال سے روانہ ہوئے۔ جلوس کے پیچھے پیچھے پولیس افسر موٹر سائیکلوں پر سوار آ رہے تھے۔ سٹی مجسٹریٹ اور چند ایک دوسرے افسر بھی ساتھ تھے۔ سوا چار بجے کے قریب دریائے راوی کے پار بارہ دری کے قریب نمک سازی کا کام شروع ہوا۔ ڈاکٹر محمد عالم اور ڈاکٹر ستیہ پال زمین کھود کر مٹی نکال رہے تھے۔ اور پھر مٹی کو پانی میں حل کیا جا رہا تھا۔ پانی کو فلٹر کے ذریعہ سے صاف کیا گیا۔ اور ابالنے کے لئے انگیٹھی پر رکھ دیا گیا۔ چند منٹ میں پاؤ ڈیڑھ پاؤ نمک طیار ہو گیا۔ نمک بنانے کے بعد اسے فروخت کیا گیا۔ سارے نمک کی فروخت سے مجموعی طور پر سولہ روپے وصول ہوئے۔ لاہور کے سٹی مجسٹریٹ نے بھی ایک پڑیا خریدی۔ نمک بنانے

ممالک غیر کی خبریں

——— لندن۔ ۷ر اپریل۔ ہندوستان سے برطانوی کپڑے کے مقاطعہ کی اطلاعات کا لنکاشائر اور سیاسی حلقوں میں زبردست اثر ہوا ہے۔

——— بیروت کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ ہز ایکسی لنسی مصطفےٰ کمال پاشا عنقریب سرحد شام کا دورہ کرینگے:

——— لندن۔ ۷ر اپریل۔ ہاؤس آف کامنز میں گاندھی جی کے مارچ کے متعلق ذیل کے دلچسپ سوال و جواب ہوئے۔ سوال گاندھی جی نے قوانین نمک کی خلاف ورزی کے لئے ڈانڈی تک جو مارچ کیا ہے۔ اس کا ہندوستان پر کیا اثر ہوا ہے۔ وزیر ہند:۔ گاندھی جی کے مارچ سے احاطہ بمبئی میں کچھ جوش پیدا ہوا ہے۔ باقی مقامات پر ظاہراً اس مارچ کا کم اثر ہوا ہے۔ لیکن ابھی تک گاندھی جی کے مارچ کے اثرات کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا قبل از وقت ہے۔

——— لندن۔ ۸ر اپریل۔ اخبارات میں گاندھی جی کی تحریک کے متعلق کارٹون شایع کئے جا رہے ہیں۔ اخبار ایوننگ سٹینڈرڈ میں جو کارٹون شایع ہوا ہے۔ اس میں یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ گاندھی جی ڈانڈی کے ساحل پر وائسرائے کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ اور وائسرائے کی طرف نمک کا ایک چمچہ بڑھا کر سوال کرتے ہیں۔ کیا میں آپ کو نمک پیش کر سکتا ہوں۔ لارڈ ارون بھی ایک پیالی پکڑے ہوئے جواب دیتے ہیں۔ کیا میں آپ کو مرچیں دے سکتا ہوں۔ اخبار "سٹار" نے جو کارٹون شایع کیا ہے۔ اس میں گاندھی جی کو بلبل کی صورت میں دکھایا گیا ہے۔ اور ان کی طرف سے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ "براہ کرم میری دم میں کچھ نمک باندھ دو۔" یہاں نمک سے گرفتاری مراد ہے:

——— ہانگ کانگ۔ ۸ر اپریل۔ برطانوی تباہ کن جہاز "سپاہی" کا گہرائی ناپنے والا آلہ پھٹ گیا۔ ۵۰ افسر ہلاک اور تین قلی زخمی ہوئے۔ جہاز کو خفیف سا نقصان پہنچا ہے:

——— برلن۔ ۹ر اپریل۔ ایک اخبار کی اطلاع سے پایا جاتا ہے۔ کہ روس اور جرمنی کے درمیانی تعلقات میں شدید کشیدگی واقع ہونے کا امکان ہے۔ کیونکہ برلن کی پولیس نے جن پانچ اشخاص کو ایک خفیہ چھاپہ خانے کی دریافت پر گرفتار کر لیا ہے۔ ان میں برلن کے روسی تجارتی سفارت خانے کے تین ارکان بھی شامل ہیں

——— شکاگو۔ ۱۰ر اپریل۔ سینیٹ کی پہلی امیدوار عورت مسز رتھ میک کارمک نے اپنے حریف کو تقریباً ۲ لاکھ ووٹوں کی کثرت سے شکست فاش دی۔ اور اپنے متوفی خاوند کی شکست کا بدلہ لے لیا۔ جو چھ سال

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)